الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ماہنامہ اعلیٰ حضرت

بریلی شریف

Monthly : 35/-
Yearly : 350/-

شوال ۱۴۴۳ھ

مئی ۲۰۲۲ء

مدیر اعلیٰ

(مولانا) محمد سبحان رضا خان "سبحانی میاں"

قوم کے نام ایک اہم پیغام

حامداً و مصلیاً ومسلماً!

اس وقت ہندوستانی مسلمان نہایت درد و کرب، اضطراب و بے چینی اور ابتلا و آزمائش کے دور سے گزر رہے ہیں۔ ہر سطح پر ہمارے صبر وتحمل کو آزمایا جارہا ہے۔کبھی ہمارے آقا و مولیٰ، خاتم النبیین، مختار کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کر کے ہمارے ایمانی جذبے کو آزمایا جاتا ہے تو کبھی قرآن مقدس اور شریعت اسلامیہ کی بے حرمتی کر کے ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچائی جاتی ہے۔کبھی ہماری مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں اور مزاروں کو مسمار کر کے، حملے کر کے اور توڑ پھوڑ کر کے ہمارے صبر وتحمل کے پیمانے کو ناپا جاتا ہے تو کبھی ہمارے نوجوانوں کی ''موب لنچنگ'' کر کے ہمیں اکسایا جاتا ہے۔آپ سب لوگ بخوبی واقف ہیں کہ اس طرح کے واقعات اِدھر تقریباً دو دہائیوں سے تسلسل کے ساتھ رونما ہو رہے ہیں۔آپ میں سے اکثر لوگ اس کے مقاصد سے بھی کافی حد تک واقف ہوں گے کہ اس طرح کے اقدامات محض اس لیے کیے جاتے ہیں کہ ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو، ہم چیخیں، چلائیں، فریادیں کریں، احتجاجات کریں، دھرنے اور پردرشن کریں تاکہ ہمارے فریق مخالف کو اپنے ہم مذہب اور اپنی ہم قوم کے افراد کو یہ باور کرانے کا سنہرا موقع مل جائے کہ ہم ان مسلمانوں کو مغلوب بھی کررہے ہیں، پریشان بھی کر رہے ہیں اور انہیں ستا بھی رہے ہیں تاکہ ان لوگوں کے دلوں میں ماضی کی تاریخ ہند کو مسخ کر کے مسلمانوں کے خلاف جو نفرت کا بیج بویا گیا تھا وہ تناور درخت کی شکل اختیار کر لے اور یہ ان کے ووٹوں کے بلا شرکت غیرے مالک بن کر ہندوستانی اقتدار پر قابض رہ سکیں۔ یہ فرقہ پرست عناصر اپنے مذموم مقاصد میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوتے جارہے ہیں۔ان کی اس کامیابی میں ہم لوگوں کی تساہلی، مذہب و مسلک سے دوری، بے توجہی، غیر دانشمندانہ اقدامات، جماعتی شیرازے کا بکھراؤ، آپسی اختلافات، مضبوط و دوررس لائحہ عمل اور منصوبہ بندی کے نہ ہونے کا بھی کافی حد تک کردار ہے۔اس لیے اس دور آزمائش میں ہمیں نہایت سوج بوجھ اور صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے ان فرقہ پرست عناصر کے منصوبوں کو ناکام بنانے کی ضرورت ہے۔اپنے معاشرے سے بے راہ روی کو دور کریں، نسل نو کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں، مذہب و مسلک پر سختی سے قائم رہیں، دینداری کو فروغ دیں، غیر ضروری احتجاجات اور فریادی لب و لہجے پر مشتمل چیخ و پکار سے پرہیز کریں، جماعتی شیرازہ بندی کے لیے کوشاں رہیں۔اسی میں ہماری صلاح و فلاح ہے اور یہی محتاط راستہ بھی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ

خادم مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

United PRINTERS BAREILLY (M) 9319623803, 9548639384

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: امام اہلسنت، مجدد دین وملت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز

ماہنامہ
اعلیٰ حضرت
بریلی شریف

بفیض رحانی
حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ
محمد حامد رضا قادری
علیہ الرحمہ

سرپرست روحانی
احسن العلماء حضرت علامہ
سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں
علیہ الرحمہ
مارہرہ شریف

بفیض کرم
مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ
محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری
علیہ الرحمہ

بانی رسالہ
مفسر اعظم حضرت علامہ
محمد ابراہیم رضا قادری
''جیلانی میاں'' علیہ الرحمہ

زیر سایۂ کرم
ریحان ملت حضرت علامہ شاہ
محمد ریحان رضا نوری قادری
علیہ الرحمہ

جلد نمبر ۶۲ / شمارہ نمبر ۵

شوال ۱۴۴۳ھ
مئی ۲۰۲۲ء
May 2022

مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت، حضرت مولانا الحاج الشاہ

محمد سبحان رضا قادری ''سبحانی میاں'' مدظلہ العالی

سربراہ اعلیٰ خانقاہ رضویہ بریلی شریف

نائب مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج

محمد احسن رضا قادری مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

مجلس مشاورت

حضرت مولانا محمد مسعود خوشتر صاحب ماریشس
حضرت مولانا ازہر القادری صاحب لندن
حضرت مولانا صفی احمد صاحب رضوی انگلینڈ
حضرت مولانا محمد فروغ القادری صاحب انگلینڈ
حضرت مولانا محمد محسن صاحب انگلینڈ
حضرت مولانا عبد الجبار صاحب رحمانی پاکستان
حضرت مولانا قاری غلام محی الدین صاحب انگلینڈ
عالی جناب محترم طارق بھٹی صاحب موریشس
عالی جناب الحاج نوشاد علی جواتا، ماریشس
عالی جناب الحاج فضل بھائی، جیولم موریشس

مجلس ادارت

مدیر	حضرت علامہ قاری عبدالرحمٰن خان قادری بریلوی
مدیر اعزازی	حضرت مفتی محمد سلیم بریلوی
مدیر معاون	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی کٹیہاری
مرتب	حضرت مفتی محمد انور علی رضوی بہرائچی
تزئین کار	جناب ماسٹر محمد زبیر رضا خاں بریلوی
کمپوزنگ	جناب مرزا توحید بیگ رضوی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت

۸۴، سوداگران بریلی شریف

Monthly Alahazrat
84, Saudagran, Bareilly Sharif
Pin-243003
Contact No.
(+91)-0581- 2575683,
2555624 (Fax) 2574627
(Mob) (+91)-9359103539
E-mail:mahanamaalahazrat@gmail.com
E-mail:subhanimian@yahoo.co.in

ماہنامہ اعلیٰ حضرت انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے
visit us: www.aalahazrat.in

چیک یا ڈرافٹ بنام

MAHNAMA ALA HAZRAT
A/c No.
0043002100043696
Punjab National Bank Civil
Lines Bareilly

زر سالانہ ممبر شپ

فی شمارہ:	35/-
زر سالانہ:	350/-
بیرون ملک:	35$ / امریکی ڈالر

کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی بریلی کورٹ ہی میں قابل سماعت ہوگی (ادارہ)

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر "مولانا سبحان رضا خاں" نے رضا برقی پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف سے شائع کیا

کلام الامام - امام الکلام

گنہ گاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے
قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو ان کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے
ترا قد مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے
تمہاری شرم سے شان جلال حق ٹپکتی ہے
خمِ گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے
زہے خود گم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پاتا ہے جب ہی تک ہاتھ خالی ہے
میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگِ در کا
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے
تری بخشش پسندی عذر جوئی توبہ خواہی سے
عموم بیگناہی جرم شان لاابالی ہے
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں
ترا سرو سہی اس گلبن خوبی کی ڈالی ہے
رضاؔ قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ خدام معالی ہے

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

نوٹ: ادارہ کا مراسلہ نگار کی تحریر یا مضمون سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

فہرست

۱	کلام الامام امام الکلام		حسان الہند امام احمد رضا فاضل بریلوی	۱
۲	مروجہ دینی جلسوں کی مخالفت۔ کتنی مفید اور کتنی مضر		مفتی محمد سلیم بریلوی	۵
۳	بہہ رہا ہے علمی چشمہ منظر اسلام کا		مولانا پھول محمد نعمت رضوی	۸
۴	باب التفسیر		مولانا ابرار الحق رحمانی	۹
۵	باب الحدیث		حضرت علامہ الحاج سبحان رضا خاں سبحانی میاں	۱۰
۶	فتاویٰ منظر اسلام		حضرت مفتی محمد احسن رضا قادری	۱۱
۷	محبوب خدا کی عرش تک رسائی (دوسری و آخری قسط)		افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا	۱۲
۸	شان امام اعظم		مولانا سلمان فریدی	۲۱
۹	آزاد وطن کی سیاسی تاریخ (آخری قسط)		مولانا محمد طارق انور مصباحی	۲۲
۱۰	تصوف وطریقت اور خدمت خلق		علامہ یٰسین اختر مصباحی	۲۷
۱۱	قناعت پسندی ایک نسخۂ اکسیر		حافظ محمد ہاشم قادری	۳۲
۱۲	نعت ومنقبت		ڈاکٹر وصی مکرانی	۳۶
۱۳	مسئلہ حجاب ہے یا کچھ اور		مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	۳۷
۱۴	مسلم خواتین کی عصمت پر شیطانی ٹولے کی یلغار		مفتی انصار احمد مصباحی	۴۲
۱۵	عصمت دری کا ملزم		الطاف حسین	۴۶
۱۶	موجودہ حالات میں کرنے کے کچھ کام		مولانا عبد المبین نعمانی	۴۸
۱۷	قوم کے نوجوانوں سے خطاب		مفتی کہف الوریٰ مصباحی	۵۱
۱۸	نعلین پاک اور بزرگان دین کے گنبدوں سے آراستہ ٹوپیاں		مولوی محمد صالح رضوی بریلوی	۵۲
۱۹	ففروا الی اللہ		حکیم محمد ریاض الدین فردوسی	۵۵
۲۰	ہماری ڈاک		ڈاکٹر وصی مکرانی	۵۸

ہر ماہ انٹرنیٹ پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لیے کلک کریں ہماری اس ویب سائٹ پر۔

Website:-www.aalahazrat.in

E-mail:-mahanamaalahazrat@gmail.com,saleembly@gmail.com

مروجہ دینی جلسوں کی مخالفت۔کتنی مفید اور کتنی مضر

اداریہ:-مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

شعور کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد جب مدرسہ کی دنیا میں داخل ہوئے تو معمولات عوام اہل سنت میں سے سب سے زیادہ جس چیز کو نشانہ تنقید بنتے دیکھا اور سنا تو وہ ہمارے زمانہ میں منعقد ہونے والے یہی دینی و مذہبی جلسے تھے۔رات رات بھر چلنے والے ان دینی جلسوں کے سلسلہ میں عوام وخواص جو رجحانات اور نظریات رکھتے ہیں انہیں ہم تین حصوں میں منقسم کر سکتے ہیں۔

(۱) وہ لوگ جو ان مروجہ دینی جلسوں کی اہمیت وافادیت سے بالکلیہ انکار کرتے ہیں ،ان کی شدید طور پر مخالفت کرتے ہیں اور انہیں بالکلیہ بند کرنے اور کرانے کے پرزور حامی وداعی ہیں۔

(۲) وہ لوگ جو ان مروجہ دینی جلسوں کے کٹر حامی ہیں اور ان کے انعقاد میں تن من دھن سے سرگرم عمل رہتے ہیں۔

(۳) وہ لوگ جو نہ بالکلیہ ان کی اہمیت وافادیت کے منکر ہیں اور نہ کلی طور پر ان کے انعقاد سے متفق بلکہ ان دینی جلسوں کی اصلاح کے قائل ہیں۔

بچپن ہی سے مدرسہ کی دنیا میں قدم رکھنے کے ساتھ ہمارا زیادہ تر سابقہ ایسے حضرات سے پڑا تھا جو طبقۂ اولیٰ سے متعلق تھے اور شب وروزان مروجہ دینی جلسوں کی شدید طور پر مخالفت کرتے تھے جس کی وجہ سے راقم کا بھی ابتدائی دور میں یہی نظریہ بنتا چلا گیا کہ

''ان مروجہ دینی جلسوں کا کوئی فائدہ نہیں اوران سے مذہب ومسلک کے فروغ اور نشر واشاعت کی بجائے شدید نقصان ہو رہا ہے۔ان جلسوں کا انعقاد عبث بلکہ مضر ہے''۔

کافی زمانہ تک راقم اسی فکر سے متاثر رہا اور اسی نظریہ کا حامی وداعی رہا۔مگر جب میدان عمل میں قدم رکھا، مذہب ومسلک کے فروغ اور اس کی نشر واشاعت کے اسباب پر غور کیا، زمینی حقیقت کا غیر جانب دارانہ انداز میں تجزیہ کیا اور امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف کردہ کتاب ''اصول الرشاد'' کا باریک بینی سے مطالعہ کیا تب اپنی فکر میں اور اپنے نظریہ میں تبدیلی کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا۔نیز کافی غور وخوض اور حقیقت بینی کے بعد راقم اس نتیجہ پر پہنچا کہ

''ہمارے زمانہ میں ہونے والے یہ مروجہ دینی جلسے نہ تو بالکلیہ اہمیت و افادیت سے خالی ہیں اور نہ ہی مذہب ومسلک کے فروغ میں یہ بالکلیہ مضر ہے بلکہ عوامی سطح پر مذہب ومسلک،عقائد اہل سنت اور معمولات اہل سنت کی نشر واشاعت کا یہ جلسے بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ ہاں!البتہ اتنا ضرور ہے کہ ان میں جو مفاسد در آئے ہیں ان کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے،انہیں مفاسد ومنکرات سے پاک و صاف کرنا ضروری ہے''۔

اس کے بعد ہم مذکورہ بالا طبقات میں سے تیسرے طبقہ کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں جس کی کچھ وجوہات بھی ہیں:

☆عوام اہل سنت کا ایک بڑا طبقہ وہ ہے کہ جو دینی تعلیم سے بالکلیہ بے بہرہ ہے۔ یہ طبقہ نہ تو اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہے اور نہ ہی اس طبقہ نے کسی مدرسہ یا مکتب کا منھ دیکھا ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ اس طبقہ کی دینی و مذہبی معلومات تک رسائی ہماری تحریروں اور ہماری مذہبی کتابوں کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتی۔ یہ طبقہ عقائد اہل سنت اور معمولات اہل سنت کے سلسلہ میں زیادہ تر معلومات اور آگہی انہی دینی و مذہبی جلسوں اور محفلوں کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔

☆جس خطہ میں بھی اہم اور عظیم الشان پیمانے پر کوئی دینی اور مذہبی جلسہ ہوتا ہے تو وہاں فطری طور پر کچھ ہی وقت ہی کے لیے سہی مگر وہاں ایک دینی اور مذہبی ماحول کے جلوے نمایاں انداز میں دکھائی دیتے ہیں۔ اس خطہ کے لوگ سر پر ٹوپی سجائے اور مذہبی شناخت رکھنے والے لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ ہر طرف ایک دینی ماحول نظر آتا ہے۔

☆ان جلسوں میں عموماً علمائے اہل سنت اور مشائخ اہل سنت شرکت فرماتے ہیں جن میں زیادہ تر جگھوں پر کوئی نہ کوئی خطیب اور مقرر جماعت اہل سنت کا جید عالم دین اور تقویٰ و پرہیزگاری کا حامل ایسا مخلص داعی و مبلغ بھی ہوتا ہے جس کی زیارت باعث ثواب اور جس کی گفتگو باعث ہدایت بن جاتی ہے۔ تو انہی جلسوں کے بہانے کم از کم عوام اہل سنت ایسے عالم دین کی زیارت سے بھی مشرف ہو جاتے ہیں اور اگر نصیبہ جاگ گیا تو ان کی گفتگو سے کسی نہ کسی شخص کی زندگی میں مذہبی و مسلکی انقلاب بھی برپا ہو جاتا ہے۔

☆عوام اہل سنت کو معمولات اہل سنت، عقائد اہل سنت اور مذہب و مسلک سے وابستہ رکھنے کا ہمارے یہاں ایک اہم اور بہترین و مجرب ذریعہ کسی جامع شرائط پیر سے وابستگی بھی ہے۔ ہماری جماعت میں ہونے والے ان عوامی جلسوں میں عموماً کسی نہ کسی جامع شرائط پیر کی بھی شمولیت ہوتی ہے تو ان جلسوں کی وجہ سے کثیر تعداد میں افراد اہل سنت کسی نہ کسی خانقاہ سے وابستہ ہو جاتے ہیں، کسی سلسلہ طریقت سے جڑ جاتے ہیں اور کسی نہ کسی جامع شرائط پیر کے دست گرفتہ ہو کر مذہب اہل سنت پر ہمیشہ کے لیے قائم رہتے ہیں۔

☆ان جلسوں میں خطیب و مقرر اور نعت خواں حضرات دینی باتیں بتاتے ہیں، ذکر الٰہی، ذکر رسول اور اولیائے کرام کے تذکرے کرتے ہیں۔ عوام اہل سنت کی ان اذکار میں شمولیت ہوتی ہے اور وہ سبحان اللہ اور الحمد للہ کہہ کر ان جلسوں کی بدولت ذکر جیسی سعادت حاصل کر لیتے ہیں۔

☆ جتنے وقت عوام اہل سنت ان جلسوں میں شریک رہتے ہیں کم از کم اتنے وقت تک وہ منکرات شرعیہ اور گناہوں پر مشتمل محفلوں اور کاموں میں شریک رہنے سے محفوظ رہتے ہیں۔

☆ان جلسوں کے ذریعہ علمائے اہل سنت کی کچھ نہ کچھ مالی خدمت بھی ہو جاتی ہے۔ نیز جلسوں میں شریک علما، خطبا اور مشائخ عظام کے نورانی چہرے اور ان کی مذہبی باتیں سن کر عوام اہل سنت میں اپنے بچوں کو بھی دینی تعلیم دلانے اور انہیں عالم دین بنانے کا جذبہ و شوق پروان چڑھتا ہے۔ زمینی سروے کرا لیں تو آپ کو بہت سے علماوہ

ملیں گے کہ جن کے والدین اور عزیز واقارب نے انہی جلسوں کی برکت سے اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے حصول کے لیے مدرسوں میں داخل کرایا تھا اور جو آج دینی تعلیم حاصل کر کے جید عالم بن چکے ہیں۔

اس لیے ان جلسوں کی شدت کے ساتھ مخالفت کرنا، ان کو بند کرانے کے درپے ہونا، برسر عام ان کے صرف نقائص ہی پر گفتگو کرنا اور انہیں اہل سنت کے فروغ کے لیے مضر تک قرار دے دینا یہ کوئی دانش مندانہ اقدام نہیں، ہمیں ہر حال میں افراط وتفریط سے دور رہ کر معتدل انداز فکر رکھنا چاہیئے۔ ہم مانتے ہیں کہ اس زمانہ میں منعقد ہونے والے یہ مروجہ دینی جلسے اپنے دامن میں جہاں بہت سی خوبیاں اور بہت سے فوائد لیے ہوئے ہیں وہیں ان کے اندر کافی مفاسد اور منکرات بھی داخل ہو چکے ہیں۔ اس لیے ہم ان مفاسد اور ان منکرات کی وجہ سے ان جلسوں کو بند کرانے اور بالکلیہ ان کے خاتمہ کی تحریک چلانے کے ہرگز حامی نہیں ہو سکتے۔ ایسی صورت حال جب پیدا ہوتی ہے تو ہمارے بزرگوں نے ان سے نمٹنے کے ہمیں بہت سے رہنما اصول بھی بتائے ہیں مثلاً:

☆ اعراس کے سلسلہ میں وہابیہ اور دیابنہ نے جب یہ تحریک چلائی کہ یہ اعراس بزرگان دین بہت سی خرابیوں، قبائح اور غیر شرعی امور پر مشتمل ہوتے ہیں اس لیے انہیں بالکلیہ بند کر دینا چاہیے۔ ان کا یہ حربہ ایسا تھا کہ عوام کو اس میں معقولیت نظر آ رہی تھی اور وہ ان کی باتوں کو سو فیصد حق ماننے لگے تھے مگر ہمارے بزرگوں نے اس سلسلہ میں جو ان کا ردّ کیا ہے اور جو جواب دیئے ہیں ان میں ایک جواب یہ بھی ہے کہ جب کسی حصۂ جسم میں زخم ہو جاتا ہے تو اسے کاٹ کر پھینکا نہیں جاتا بلکہ اس کا کارگر علاج کیا جاتا ہے اور اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ اسی طرح ان جلسوں میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں تو ان کی وجہ سے بالکلیہ ان جلسوں کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی اصلاح کرنے کی طرف مسلسل پیش قدمی کی جائے گی۔

☆ دیہات میں جمعہ کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس میں سے ایک بات یہ بھی ارشاد فرمائی کہ جہاں جمعہ پہلے سے قائم ہو چکا ہے تو اسے اکھیڑا نہ جائے کہ کم از کم لوگ اسی بہانے ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں (مفہوماً)

اس طرح کی ہمارے سامنے بہت سی نظیریں ہیں جن سے ہمیں یہ روشنی ملتی ہے کہ

''اگر دینی امور میں خرابیاں اور مفاسد داخل ہو جائیں تو ان کی وجہ سے وہ دینی امور بالکلیہ ختم نہیں کیئے جائیں گے بلکہ ان سے ان مفاسد کو نکالا جائے گا، ان امور کی تطہیر کی جائے گی اور انہیں ان خرابیوں سے پاک وصاف کیا جائے گا''۔

یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اگر ہم اپنی فکر پر ڈٹے رہ کر ان جلسوں کو بند بھی کرا دیں تو کیا اس بات کی کوئی شخص گارنٹی دے سکتا ہے کہ عوام اہل سنت ان جلسوں کو بند کر کے کوئی اہم دینی کام ان کی جگہ پر کرنے لگیں گے۔ اس سلسلہ میں ہم نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب ''اصول الرشاد'' کا مطالعہ کیا تو اس میں بہت سے رہنما اصول ملے۔ جو لوگ مفاسد کا حوالہ دے کر یا ان خرابیوں کو بہانہ بنا کر دینی امور، معمولات اہل

سنت اور مستحب و مستحسن امور کو بند کرانے کی تحریک چلاتے ہیں ان کا حضرت امام المتکلمین نے سخت ردّ فرمایا ہے۔ایسے حضرات کو ''اصول الرشاد'' کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ اگر ہم ان جلسوں کو بالکلیہ بند کرا کر خالص علمی اور تحقیقی گفتگو پر مشتمل محفلوں کا بڑے پیمانے پر انعقاد شروع کر بھی دیں تو ان سے یہ ان پڑھ اور بے علم عوام کتنا استفادہ کر سکتے ہیں؟ یہ خالص علمی اور محققانہ گفتگو ان کے کتنے پلے پڑ سکتی ہے؟

ہم ان علمی اور محققانہ محفلوں کے انعقاد کے مخالف ہرگز نہیں۔ایسی محفلوں کی اہمیت و افادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔مگر ہر گفتگو کا مخاطب ہر ایک نہیں ہوسکتا ہے۔ ہر انداز گفتگو اور ہر معیار تکلم ہر ایک کے لیے مفید و کار آمد نہیں ہوسکتا۔اسی لیے تو ہمیں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ہم لوگوں کی ذہنی ساخت،ان کے معیار فہم اور ان کے مرتبۂ عقل کے لحاظ سے گفتگو کریں۔ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ عوامی جلسوں میں اگر کوئی محقق،مفکر اور اسکالر اعلیٰ پیمانے کی علمی اور محققانہ گفتگو کرتا ہے تو عوام بالکل بیزاری کا اظہار کرنے لگتی ہے حد تو یہ ہوتی ہے کہ ذرا سی دیر ہی میں پنڈال ہی صاف ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان مروجہ دینی جلسوں کو بند کرانے کی ہرگز تحریک نہ چلائی جائے بلکہ ان میں اصلاح کرنے کی حتی الوسع کوششیں کی جائیں کیونکہ یہ جلسے بلاشبہ معمولات اہل سنت اور عقائد اہل سنت کی عوامی سطح پر نشر و اشاعت کے اہم اور مجرب ذریعہ ہیں۔اللہ رب العزت ہمیں مفاسد کی بیخ کنی اور برائیوں کا خاتمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

''بہہ رہا ہے علمی چشمہ منظر اسلام کا''

از۔مولانا پھول محمد نعمت رضوی، برہمپوری،سرلاہی نیپال

اس طرح نکھرا ہے جلوہ منظر اسلام کا
علمی دنیا میں ہے چرچہ منظر اسلام کا
ماہرین علم و فن ہیں مسند تدریس پر
ہے بہت ہی اعلیٰ رتبہ منظر اسلام کا
حامد و نوری رضا جیلانی و ریحان سے
خوب ہے مضبوط رشتہ منظر اسلام کا
آؤ آکر کے بجھا لو اپنی علمی تشنگی
بہہ رہا ہے علمی دھارا منظر اسلام کا
تیرہ سو بائیس ہجری سے مسلسل آج تک
بہہ رہا ہے علمی چشمہ منظر اسلام کا
اس پہ سبحانی میاں نے کردی تعمیر جدید
جو رضا نے کھینچا نقشہ منظر اسلام کا
قدر کی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے بے حد اسے
جاری جب ہوتا ہے فتویٰ منظر اسلام کا
ہر مدرس ہے یہاں کا لائق وفائق بہت
تو نکھرتا کیوں نہ چہرہ منظر اسلام
حامدی جیلانی عرس پاک کے موقع میاں!
بٹتا ہے نورانی صدقہ منظر اسلام کا
سربراہی کر رہے ہیں حضرت سبحاں رضا
ہو نہ کیوں پھر بول بالا منظر اسلام کا
شاہ سبحانی میاں نے علم کے معیار کو
کر دیا اونچے سے اونچا منظر اسلام کا
اک سے اک نایاب ہیرا دے رہا ہے قوم کو
اس لیے ہر سو ہے شہرہ منظر اسلام کا
اک زمانے سے اے نعمتؔ ملک ہندستان میں
ہے بہت ہی اعلیٰ درجہ منظر اسلام کا

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ: کہاوت اس کی جواس دنیا کی زندگی میں ۲۱۴ خرچ کرتے ہیں اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو۔ وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی ۲۱۵ اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا۔ ہاں وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ ۲۱۶ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے، ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے۔ بیر (دشمنی) ان کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ ۲۱۷ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو ۲۱۸ سنتے ہو! یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو ۲۱۹ اور وہ تمہیں نہیں چاہتے ۲۲۰ اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو ۲۲۱ اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں: ہم ایمان لائے ۲۲۲ اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصے سے۔ تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں ۲۲۳ اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔

(سورۂ آل عمران پارہ ۴ ررکوع ۲،۳ آیت ۱۱۷ تا ۱۱۹)

تفسیر: ۲۱۴ مفسرین کا قول ہے کہ اس سے یہود کا وہ خرچ مراد ہے جو وہ اپنے علما اور رؤسا پر کرتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ تمام نفقات وصدقات مراد ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ریا کار کا خرچ کرنا مراد ہے کیونکہ ان سب لوگوں کا خرچ کرنا یا نفع دنیوی کے لیے ہوگا یا نفع اخروی کے لیے۔ اگر محض نفع دنیوی کے لیے ہو تو آخرت میں اس سے کیا فائدہ اور ریاکار کو تو آخرت اور رضائے الٰہی مقصود ہی نہیں ہوتی۔ اس کا عمل دکھاوے اور نمود کے لیے ہوتا ہے ایسے عمل کا آخرت میں کیا نفع؟ اور کافر کے تمام عمل اکارت ہیں وہ اگر آخرت کی نیت سے بھی خرچ کرے تو نفع نہیں پا سکتا۔ ان لوگوں کے لیے وہ مثال بالکل مطابق ہے جو آیت میں ذکر فرمائی جاتی ہے۔ ۲۱۵ یعنی جس طرح کہ برفانی ہوا کھیتی کو برباد کر دیتی ہے اسی طرح کفر انفاق کو باطل کر دیتا ہے۔ ۲۱۶ ان سے دوستی نہ کرو۔ محبت کے تعلقات نہ رکھو۔ وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔

شان نزول بعض مسلمان یہود سے قرابت اور دوستی اور پڑوس وغیرہ تعلقات کی بنا پر میل جول رکھتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ **مسئلہ**: کفار سے دوستی و محبت کرنا اور انہیں اپنا رازدار بنانا ناجائز وممنوع ہے۔ ۲۱۷ غیظ وعناد ۲۱۸ تو ان سے دوستی نہ کرو ۲۱۹ رشتہ داری اور دوستی وغیرہ تعلقات کی بنا پر ۲۲۰ اور دینی مخالفت کی بنا پر تم سے دشمنی رکھتے ہیں ۲۲۱ اور وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے ۲۲۲ یہ منافقین کا حال ہے۔ ۲۲۳

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں مدظلہ العالی**
سربراہ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر، سوداگران بریلی شریف

قربانی کا بیان

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۵۲۱)

مسائل فقہیہ: قربانی ہر مالک نصاب، مسلمان مقیم آزاد مرد و عورت پر واجب ہے۔ مالک نصاب کا مطلب یہ ہے کہ وہ نصاب جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔ وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ یعنی اس نصاب کے لیے حولان حول شرط نہیں۔ قربانی کا حکم یہ ہے کہ جس کے ذمہ قربانی واجب ہے قربانی کے وقت میں اس کے لیے قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ مثلاً قربانی کی جگہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ نہیں کی جاسکتی۔

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت ۱۰/ویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے ۱۲/ویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں، ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں۔ مگر پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے پھر دوسرے دن اور پھر تیسرے دن۔ اس کا درجہ سب سے کم ہے۔

مسئلہ: شہر میں اگر قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز عید ہو چکی ہو لہٰذا نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہوسکتی البتہ دیہات میں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہوسکتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ دیہات میں بھی طلوع آفتاب کے بعد میں ہی قربانی کی جائے۔

قربانی کے جانور: قربانی کے جانور اونٹ، بھینس، بکری، بکرہ وغیرہ ہیں ان میں سے اونٹ کی عمر ۵/سال، بھینس، گائے کی ۲/سال اور بکری و بکرے کی ۱/سال۔ یہ جانور مذکورہ عمر سے کم ہوں تو قربانی جائز نہیں مگر زیادہ ہوں تو جائز بلکہ افضل ہے البتہ دنبہ یا بھیڑ کا وہ چھ ماہ کا بچہ کہ اتنا فربہ ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیئے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔ اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے تو اگر مینگ تک ٹوٹا ہے تو ناجائز ہے اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔ خصی کی قربانی جائز ہے۔ بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ مگر اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اور وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔ اور وہ لنگڑا جانور جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جا سکے اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔ جس کے کان یا دم کٹی ہو یعنی یہ تہائی سے زیادہ کٹے ہوں تو ان کی قربانی ناجائز ہے اگر کان یا دم تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے۔ جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ اور جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی جائز ہے۔ جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے۔ بکری میں ایک کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔ اسی طرح خنثیٰ جانور یعنی جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اس کی بھی قربانی ناجائز ہے۔

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج، تحقیق:- حضرت مولانا مفتی محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

کتھا کے کھانا کھانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک ہندو نے اپنے گھر پر رات میں کتھا کرائی، کتھا کے بعد دن میں اس نے کھانے کا اہتمام کیا اور اس میں مختلف مذہب کے ماننے والوں کو جمع کر کے کھانا کھلایا، اسی دعوت میں کچھ مسلمانوں کو بھی بلایا گیا اور یہ دعوت بھی رمضان کے مہینے میں تھی، کھانا بھی دن کا تھا، مذکورہ دعوت میں گاؤں کے کچھ لوگ بھی شامل ہوئے اور انہوں نے کھانا بھی کھایا ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب:- بے شک وہ لوگ جو دعوت میں گئے وہ سخت گنہگار ہیں، توبہ کریں جبکہ یہ لوگ صرف کھانے میں شریک ہوئے ہوں۔ رمضان کے مہینے میں بلا عذر شرعی دن میں کھانا ویسے بھی حرام ہے۔ اور عذر شرعی کی صورت میں کھانے پینے کی اجازت ضرورت ہے مگر علی الاعلان اس صورت میں بھی کھانا پینا ناجائز وگناہ ہے۔ جتنے لوگ بھی اس دعوت میں شریک ہوئے وہ سب علی الاعلان توبہ واستغفار کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

بے وجہ شرعی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کرنے والے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ہمارے یہاں مسجد کے امام صاحب سے ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے نماز پڑھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس میت کے گھر والوں نے مسجد کو چندہ نہیں دیا۔ اسی وقت سب گھر والوں نے دوسرے لوگوں سے اُدھار لے کر مسجد کو چندہ دیا مگر پھر بھی امام صاحب نے نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ خدا کا واسطہ بھی دیا پھر بھی نہیں پڑھائی۔ ایسی صورت میں امام صاحب کے لیے کیا حکم شرعی ہے؟

(۲) امام صاحب کی بدفعلی اور بداخلاقی کی وجہ سے گاؤں کے کافی لوگ ان سے ناراض ہیں کچھ ہی لوگ ان کی موافقت میں ہیں جس کی وجہ سے وہ امامت سے دست بردار ہونے کو راضی نہیں۔ زیادہ تر لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچتے ہیں ایسی صورت میں امام صاحب کی امامت جائز ہے یا ناجائز؟

سائل عبداللطیف، موضع پکڑیا نوگماں ضلع پیلی بھیت

الجواب:- (۱) امام مذکور نے بلا وجہ شرعی نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور ظاہر یہ ہے کہ وہاں دوسرا نماز پڑھانے والا موجود نہ تھا تو ایسی صورت میں امام پر فرض تھا کہ نماز جنازہ پڑھاتا۔ چندہ نہ دینے کی وجہ سے نماز پڑھانے سے رکنا جائز نہ تھا۔ اس لیے امام گنہگار ہوا وہ توبہ واستغفار کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جس سے کچھ مقتدی وجہ شرعی کی بنا پر ناراض ہوں اس کی نماز بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت نہیں پاتی۔ حدیث شریف میں ہے: من امّ قوماً وھم لھم کارھون۔ الخ یعنی جو شخص لوگوں کی امامت کرے اس حال میں کہ وہ لوگ (کسی وجہ شرعی کی بنیاد پر) اسے ناپسند کرتے ہوں تو اس کی نماز خدا کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتی (مفہوم حدیث) اور یہ امام تو متہم بھی ہے اور تقلیل جماعت کا باعث بھی اس لیے اس کو خود ہی امامت سے دست بردار ہو جانا چاہیے اور ایسے کو امام نہ بنایا جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف

۱۳؍رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ

دوسری وآخری قسط

محبوب خدا کی عرش تک رسائی اور دیدار الٰہی

از۔افادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ

زمانۂ قدیم ہی سے یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو معراج ہوئی وہ روحانی ہوئی تھی یا جسمانی؟ نیز رویت باری تعالیٰ ثابت ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ سے بھی ایک مرتبہ ایک سوال ہوا تو آپ نے قرآن وحدیث، اجماع امت، اقوال ائمہ مجتہدین اور تحقیقات محدثین کرام سے ثابت کیا کہ معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم وجسمانیت کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئی ہے نیز دیدار الٰہی بھی ثابت ومحقق ہے۔اس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستقل ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس کا نام ’’منبه المنية بوصول الحبيب الیٰ العرش والروية ‘‘ آپ نے تجویز فرمایا۔اس رسالہ کا مذکورہ مضمون قارئین کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔(محمد سلیم بریلوی)

مسئلہ ۷۳: از کانپور محلہ بنگالی محل مرسلہ خدم علی خاں وکاظم حسین ۱۱ رمحرم الحرام ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شبِ معراج مبارک عرش عظیم تک تشریف لے جانا علمائے کرام وائمہ اعلام نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے یہ محض جھوٹ ہے، اس کا یہ کہنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر دئے جاؤ گے۔ت)

الجواب: بیشک علمائے کرام، ائمہ دین، عدول ثقات معتمدین نے اپنی تصنیف جلیلہ میں اس کی اور اس سے زائد کی تصریحات جلیلہ فرمائی ہیں، اور یہ سب احادیث ہیں، اگرچہ احادیث مرسل یا ایک اصطلاح پر معضل ہیں، اور حدیث مرسل و معضل باب فضائل میں بالاجماع مقبول ہے۔خصوصاً جبکہ ناقلین ثقات عدول ہیں اور یہ امر ایسا نہیں جس میں رائے کو دخل ہو تو ضرور ثبوت سند پر محمول، اور مثبت نافی پر مقدم، اور عدم اطلاع اطلاع عدم نہیں تو جھوٹ کہنے والا محض جھوٹا، مجازف فی الدین ہے۔امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

اسریت من حرم لیلا الی حرم
کما سری البدر فی داج من الظلم
وبت ترقی الی ان نلت منزلة
من قاب قوسین لم تدرك ولم ترم
خفضت کل مقام بالاضافة اذ
نودیت بالرفع مثل المفرد العلم
فخرت کل فخار غیر مشترك
وجزت کل مقام غیر مزدحم

یعنی یارسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔جیسے

اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلاشرکت جمع فرمالئے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

(الكواكب الدرية فی مدح خير البرية (قصيده برده)الفصل السابع مركز اهلسنت گجرات هند ص٤٤تا٤٦)

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔ علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الی ان لم تترك غاية للساع الی السبق من كمال القرب المطلق الی جناب الحق ولا تركت موضع رقی وصعود وقيام وقعود لطالب رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذٰلك الیٰ مقام قاب قوسين اوادنٰی فاوحٰی اليك ربك ما اوحٰی۔

یعنی حضور دروازہ میں داخل ہوئے اور آپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندگی کے لئے کوئی جگہ عروج و ترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب وقوسین او ادنٰی تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدة العمدة فی شرح القصيدة البردة الفصل السابع جمعيت علماء سكندريه خير پور سنده ص٩٦)

نیز امام ہمام ابو عبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ ''ام القریٰ'' میں فرماتے ہیں:

وترقی بـه الٰی قاب قوسين
وتلك السيادة القعسا
رتب تسقط الامانی حسرٰی
دونها ماوراهن وراء

ترجمہ: حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

(ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ الفصل الرابع حزب القادریہ لاہور ص۱۳)

امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح ''افضل القریٰ'' میں فرماتے ہیں:

قال بعض الائمة والمعاريج ليلة الاسراء عشرة، سبعة فی السمٰوٰت والثامن الی سدرة المنتهٰی والتاسع الی المستوی والعاشر الی العرش الخ۔

ترجمہ: بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء دس معراجیں تھیں، سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہٰی، نویں مستوٰی، دسویں عرش تک۔

(افضل القریٰ لقراء ام القری تحت شعر۳۷ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/۴۰۴)

سید علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے ''حدیقہ

ندیہ شرح طریقہ محمدیہ'' میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا:

قال الشهاب المكی فی شرح همزية لامام بوصيری عن بعض الائمة ان المعاريج عشرة الٰی قوله والعاشر الی العرش والرؤية۔

ترجمہ: فرمایا، امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ امام بوصیری میں کہا بعض ائمہ سے منقول ہے کہ معراجین دس ہیں۔ دسویں عرش و دیدار تک۔

(الحديقة الندیه شرح الطريقة المحمديه بحواله شرح قصيده همزيه المكتبة النورية الرضويه لائلپور ١ /٢٧٢)

نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے:

لما اعطی سليمٰن عليه الصلوٰة والسلام الريح التی غدوها شهر ورواحها شهر اعطی نبينا صلی الله تعالٰی عليه وسلم البراق فحمله من الفرش الی العرش فی لحظة واحدة واقل مسافة فی ذٰلك سبعة الاف سنة۔ وما فوق العرش الی المستوی والرفرف لايعلمه الا الله تعالٰی۔

ترجمہ: جب سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا (hava) دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنیٰ مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے ______ اور وہ جو فوق العرش سے مستوٰی اور رفرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ)

اسی میں ہے:

لما اعطی موسٰی عليه الصلوٰة والسلام الكلام اعطی نبينا صلی الله تعالٰی عليه وسلم مثله ليلة الاسراء وزيادة الدنو والروية بعين البصر وشتان مابين جبل الطور الذی نوجی به موسٰی عليه الصلوٰة والسلام وما فوق العرش الذی نوجی به نبينا صلی الله تعالٰی عليه وسلم۔

ترجمہ: جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار الٰہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ)

اسی میں ہے:

رقيه صلی الله تعالٰی عليه وسلم ببدنه يقظة بمكة ليلة الاسراء الی السماء ثم الی سدرة المنتهٰی ثم الی المستوی الی العرش والرفرف والروية۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرۃ المنتہیٰ، پھر مقام مستوٰی، پھر عرش و رفرف و دیدار تک۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ تحت شعرا ١ المجمع الثقافی ابوظبی ١ / ١١٦ و ١١٧)

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ ''تعلیقات افضل القریٰ'' میں فرماتے ہیں:

الاسراء به صلی الله تعالٰی عليه وسلم علی يقظة بالجسد والروح من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ثم عرج

بـه الی السمٰوٰت العلی ثم الی سدرة المنتھٰی ثم الی المستوی ثم الی العرش والرفرف۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج بیداری میں بدن ورُوح کے ساتھ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی تک ہوئی، پھر آسمانوں، پھر سدرہ، پھر مستوٰی، پھر عرش ورفرف تک۔

(تعلیقات علی ام القرٰی للعلامة احمد بن محمد الصاوی علی هامش الفتوحات الاحمدية المكتبة التجارية الكبری مصر ص۳)

فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے:

رقیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم لیلة الاسراء من بیت المقدس الی السمٰوٰت السبع الی حیث شاء الله تعالیٰ لکنه لم یجاوز العرش علی الراجح۔

ترجمہ:حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية المكتبة التجارية الكبرٰی قاهره مصر ص۳)

اسی میں ہے:

المعاریج لیلة الاسراء عشرة سبعة فی السمٰوٰت والثامن الی سدرة المنتھٰی والتاسع الی المستوٰی والعاشر الی العرش لکن لم یجاوز العرش کما هو التحقیق عند اهل المعاریج۔

ترجمہ:معراجیں شب اسراء دس ہوئیں،سات آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرہ،نویں مستوٰی، دسویں عرش تک۔مگر راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدية بالمنح المحدية شرح الهمزية المكتبة التجارية الكبرٰی قاهره مصر ص ۳۰)

اسی میں ہے:

بعد ان جاوز السماء السابعة رفعت له سدرة المنتھٰی ثم جاوزها الی مستوٰی ثم زج به فی النور فخرق سبعین الف حجاب من نور مسیرة کل حجاب خمسمائة عام ثم دلی له رفرف اخضر فارتقی به حتی وصل الی العرش ولم یجاوزه فکان من ربه قاب قوسین او ادنٰی۔

ترجمہ: جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے، سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستوٰی پر پہنچے، پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے، ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ۔پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا، حضور اقدس اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے، اورعرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین اوادنیٰ پایا۔

(الفتوحات الاحمدية بالمنح المحدية شرح الهمزية المكتبة التجارية الكبرٰی قاهره مصر ص ۳۱)

اقول:(میں کہتا ہوں۔) شیخ سلیمٰن نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی، اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارت ماضیہ وآتیہ وغیرہا میں فوق العرش ولامکان کی تصریح ہے، لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقۃً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں، عرش تک منتہائے مکان ہے، اس سے آگے لامکان ہے، اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم مبارک سے

منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے وراء الوراء تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا، پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے، اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے، تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی، نہ اس لئے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی، بلکہ اس لئے کہ تمام اماکن کا احاطہ فرمالیا، اوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا و سیر قلب انور کی انتہاء قاب قوسین، اگر وسوسہ گزرے کہ عرش سے وراء کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا تو امام اجل سید علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب ''الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر'' میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں:

لیس الرجل من یقیده العرش وما حواه من الافلاك والجنة والنـار وانمـا الرجل من نفذ بصره الى خارج هٰذا الوجود كله وهناك يعرف قدر عظمة موجده سبحٰنه وتعالٰى۔

ترجمہ: مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک وجنت و نار یہی چیزیں محدود و مقید کرلیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے اور وہاں اسے موجد عالم جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(الیواقیت والجواهر المبحث الرابع والثلاثون داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ /۳۷۰)

امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

(ومنها انه رای الله تعالٰی بعینیه) یقظة علی الراجح (وكلمه الله تعالٰی فی الرفیع الا علی) علی سائر الامكنة وقدروی ابن عساكر عن انس رضی الله تعالٰی عنه مرفوعا لما اسری لی قربنی ربی حتی كان بینی وبینه قاب قوسین اوادنی۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا، یہی مذہب راجح ہے، اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند و بالاتر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

(المواهب اللدنية المقصد الرابع الفصل الثانی المكتب الاسلامی بیروت ۲ /٦٣٤، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه المقصد الرابع الفصل الثانی دارالمعرفة بیروت ٥ /٢٥١و٢٥٢)

اسی میں ہے:

قد اختلف العلماء فی الاسراء هل هوا اسراء واحد او اثنین مرة بروحه وبدنه یقظة ومرة مناما او یقظة بروحه وجسده من المسجدالحرام الی المسجد الاقصی ثم منا ما من المسجدالاقصٰی الی العرش۔

ترجمہ: علما کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو، ایک بار روح و بدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح و بدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر خواب میں وہاں سے عرش تک۔

(المواهب اللدنية المقصد الخامس المكتب الاسلامی بیروت ۳ /۷)

فالحق انه اسراء واحد بروحه وجسده يقظة فی القصة کلها والی هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثين والفقهاء والمتکلمين۔

ترجمہ: اورحق یہ ہے کہ وہ ایک اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح وبدن اطہر ہی کے ساتھ ہے۔ جمہور علماء ومحدثین وفقہاء ومتکلمین سب کا یہی مذہب ہے۔

(المواهب الدنية المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۷، المواهب اللدنية المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۱۲)

اسی میں ہے:

المعاريج عشرة (الٰی قوله)العاشر الی العرش۔

ترجمہ: معراجیں دس ہوئیں، دسویں عرش تک۔

(المواهب اللدنية المقصد الخامس مراحل المعراج المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۱۷)

اسی میں ہے:

قدوردفی الصحيح عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال لما عرج بی جبريل الی سدرة المنتهٰی ودنا الجبار رب العزة فتدلی فکان قاب قوسين او ادنٰی وتدليه علی ما فی حديث شريك کان فوق العرش۔

ترجمہ: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرے ساتھ جبریل نے سدرۃ المنتہٰی تک عروج کیا اور جبار رب العزۃ جل وعلا نے دنو وتدلّی فرمائی تو فاصلہ دو کمانوں بلکہ ان سے کم کا رہا، یہ تدلی بالائے عرش تھی، جیسا کہ حدیث شریک میں ہے۔

(المواهب اللدنية المقصد الخامس ثم دنٰی فتدلی المتکب الاسلامی بیروت ۳ /۸۸، المواهب اللدنية المقصد الخامس ثم دنٰی فتدلیٰ المتکب الاسلامی بیروت ۳ /۹۰)

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

وردفی المعراج انه صلی الله تعالٰی عليه وسلم لما بلغ سدرة المنتهٰی جاء ه بالرفرف جبريل عليه الصلٰوة والسلام فتناوله فطاربه الی العرش۔

ترجمہ: حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی پہنچے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رفرف حاضر لائے وہ حضور کو لے کر عرش تک اڑ گیا۔

(نسيم الرياض شرح شفاء القاضی عياض فصل واماما ورد فی حديث الاسراء مرکز اهلسنت گجرات هند ۲ /۳۱۰)

اسی میں ہے:

عليه يدل صحيح الاحاديث الاحاد الدالة علی دخوله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم الجنة ووصوله الی العرش اوطرف العالم کما سيأتی کل ذٰلك بجسده يقظة۔

ترجمہ: صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب اسراء جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک کہ آگے لامکان ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔

(نسيم الرياض فی شرح شفاء القاضی عياض فصل ثم اختلف

السلف والعلماء مرکز اھلسنت گجرات ھند ۲ / ۲۶۹، ۲۷۰)

حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''فتوحاتِ مکیہ'' شریف باب ۶۳۱ میں فرماتے ہیں:

اعلم ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لما کان خلقه القراٰن وتخلق بالاسماء وکان الله سبحٰنه وتعالیٰ ذکر فی کتاب العزیز انه تعالیٰ استوی علی العرش علی طریق التمدح والثناء علی نفسه اذ کان العرش اعظم الاجسام فجعل لنبیه علیه الصلوٰة والسلام من هذا الاستواء نسبة علی طریق التمدح والثناء علیه به حیث کان اعلی مقام ینتهی الیه من اسری به من الرسل علیهم الصلوٰة والسلام وذٰلك یدل علی انه اسری به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بجسمه ولو کان الاسراء به رؤیا لما کان الاسراء ولا الوصول الی هذا المقام تمدحا ولا وقع من الاعرافی حقه انکار علی ذٰلك۔

ترجمہ: تو جان لے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق عظیم قرآن تھا اور حضور اسماء الٰہیہ کی خو خصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس صفت استواعلی العرش کے پرتو سے مدح ومنقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہی ہوا اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسرا اور اس مقام استواء علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

(الفتوحات المکیة الباب السادس داراحیاء التراث العربی بیروت ۳ /۶۱)

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت موصوف سے ناقل:

انما قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی سبیل التمدح حتی ظهرت لمستوی اشارة لما قلنا من ان منتهی السیر بالقدم المحسوس للعرش۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بطور مدح ارشاد فرمانا کہ یہاں تک کہ میں مستوی پر بلند ہوا اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ قدم جسم سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے۔

(الیواقیت والجواهر المبحث الرابع والثلاثون داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ / ۳۷۰)

مدارج النبوۃ شریف میں ہے:

فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس گسترانیدہ شد برائے من رفرف سبز کہ غالب بود نور او پر نور نور آفتاب پس درخشید بآن نور بصر من ونہادہ شدم من برآں رفرف وبرداشتہ شدم تا برسید بعرش۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میرے لئے سبز بچھونا بچھایا گیا جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا چنانچہ اس نور کے سبب میری آنکھوں کا نور چمک اٹھا، پھر مجھے رفرف پر سوار کر کے بلندی کی طرف اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچا۔

(مدارج النبوۃ باب پنجم وصل در رؤیت الٰہی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۶۹)

اسی میں ہے:

آوردہ اند کہ چوں رسید آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعرش دست زد بدامان اجلال وے۔

ترجمہ: منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرش نے آپ کا دامن اجلال تھام لیا۔

(مدارج النبوۃ باب پنجم وصل دررؤیت الٰہی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۷۰)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

جز حضرت پیغمبر ما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاتر ازاں ہیچ کس نہ رفتہ وآنحضرت بجائے رفت کہ آنجا جانیست۔

ترجمہ: ہمارے نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ عرش سے اوپر کوئی نہیں گیا، آپ اس جگہ پہنچے جہاں جگہ نہیں۔

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں
اسریٰ بعبدہٖ است من المسجد الحرام
تاعرصہ وجوب کہ اقتضائے عالم ست
کابخانہ جاست ونے جہت ونے نشاں نہ نام

ترجمہ: طبیعت امکان سے قدم مبارک اٹھالئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی مسجد حرام سے صحرائے وجوب تک جو عالم کا آخری کنارہ ہے کہ وہاں نہ مکان ہے نہ جہت، نہ نشان اور نہ نام۔

(اشعۃ اللمعات باب المعراج مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۳۵۸)

نیز اسی کے باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث" قد رای ربہ مرتین" (تحقیق آپ نے اپنے رب کو دوبار دیکھا)۔ ارشاد فرمایا:

بتحقیق دید آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پروردگار خود را جل وعلا دوبار، یکے چوں نزدیک سدرۃ المنتہٰی بود، دوم چوں بالائے عرش برآمد۔

ترجمہ: تحقیق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار جل وعلا کو دو بار دیکھا، ایک بار جب آپ سدرہ کے قریب تھے، اور دوسری بار جب آپ عرش پر جلوہ گر ہوئے۔

(اشعة اللمعات كتاب الفتن باب رؤية الله تعالىٰ الفصل الثالث مكتبه نوريه رضويه سكهر ٤ /٤٢٤ تا٤٢٩)

مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اول، مکتوب ۲۸۳ میں ہے:

آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام دراں شب چوں از دائرہ مکان وزمان بیرون جست وازتنگی امکان برآمد ازل وابد راں آں واحد یافت وبدایت ونہایت را دریک نقطہ متحد دید۔

ترجمہ: اس رات سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان وزمان کے دائرہ سے باہر ہوگئے، اور تنگی امکان سے نکل کر آپ نے ازل وابد کو ایک پایا اور ابتداء وانتہا کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۸۳ نول کشور لکھنؤ ۱/ ۳۶۶)

نیز مکتوب ۲۷۲ میں ہے:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ محبوب رب العالمین ست وبہترین موجودات اولین وآخرین باوجود آنکہ بدولت معراج بدنی مشرف شد وازعرش وکرسی درگزشت وازامکان وزمان بالا رفت۔

ترجمہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ رب العالمین کے محبوب ہیں اور تمام موجودات اولین وآخرین سے افضل ہیں، جسمانی معراج سے مشرف ہوئے اور عرش وکرسی سے آگے گزر گئے اور مکان وزمان سے اوپر چلے گئے۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۷۲ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۴۸)

امام ابن الصلاح کتاب "معرفۃ انواع علم الحدیث" میں فرماتے ہیں:

قول المصنفين من الفقهاء وغيرهم "قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كذا وكذا"ونحو ذٰلك كله من قبيل المعضل وسماه الخطيب ابوبكر الحافظ فى بعض كلامه مرسلا وذٰلك على مذهب من يسمى كل مالايتصل مرسلاً۔

ترجمہ: فقہاء وغیرہ مصنفین کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ایسا فرمایا ہے یا اس کے مثل کوئی کلمہ یہ سب معضل کے قبیل سے ہے۔ خطیب ابوبکر حافظ نے اس کا نام مرسل رکھا ہے اور یہ اس کے مذہب کے مطابق ہے جو ہر غیر متصل کا نام مرسل رکھتا ہے۔

(معرفة انواع علم الحديث النوع الحادى عشر دارالكتب العلمية بيروت ص۱۳۸)

تلویح وغیرہ میں ہے:

ان لم يذكر الواسطة اصلا فمرسل۔

ترجمہ: اگر واسطہ بالکل مذکور نہ ہو تو وہ مرسل ہے۔

(التوضيح والتلويح الركن الثانى فى السنة فصل فى الانقطاع نورانی کتب خانہ پشاور ص۴۷۴)

مسلم الثبوت میں ہے:

المرسل قول العدل قال عليه الصلوٰة والسلام كذا۔

ترجمہ: مرسل یہ ہے کہ عادل کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں فرمایا۔

(مسلم الثبوت مسئلہ تعریف المرسل مطبع انصاری دہلی ص۲۰۱)

فواتح الرحموت میں ہے:

الكل داخل فى المرسل عند اهل الاصول۔

ترجمہ: اصولیوں کے نزدیک سب مرسل میں داخل ہیں۔

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذيل المستصفى مسئله فى الكلام على المرسل منشورات الشريف الرضى قم ۲ /۱۷۴)

انہیں میں ہے:

المرسل ان كان من صحابى يقبل مطلقا اتفاقا وان كان من غيره فالاكثر ومنهم الامام ابوحنيفة والامام مالك والامام احمد رضى الله تعالىٰ عنهم قالو يقبل مطلقا اذا كان الراوى ثقة الخ۔

ترجمہ: مرسل اگر صحابی سے ہو مطلقاً مقبول ہے اور اگر غیر صحابی سے ہو تو اکثر ائمہ بشمول امام اعظم، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ مطلقا مقبول ہے بشرطیکہ راوی ثقہ ہو الخ۔

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذيل المستصفى مسئله فى الكلام على المرسل منشورات الشريف الرضى قم ۲ /۱۷۴)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

لايضرذٰلك فى الاستدلال به هٰهنا لان المقطع يعمل به فى الفضائل اجماعا۔

ترجمہ: اس سے استدلال کرنا یہاں مضر نہیں کیونکہ فضائل میں منقطع بالاجماع قابل عمل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح باب الرکوع الفصل الثانی تحت الحدیث ۸۸۰ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/۶۰۲)

شفائے امام قاضی عیاض میں ہے:

اخبر صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لقتل على وانه قسيم النار۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ بیشک وہ قسیم النار ہیں۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ فصل ومن ذلك مااطلع عليه من الغيوب المطبعة الشركة الصحافية ١ /٢٨٤)

نسیم الریاض میں فرمایا:

ظاهر هذان هذا مما اخبربه النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الا انهم قالوا لم يروه احدمن المحدثين الا ان ابن الاثير قال فى النهاية الا ان عليا رضى الله تعالىٰ عنه قال انا قسيم النار قلت ابن الاثير ثقة وما ذكره على لايقال من قبل الراء فهو فى حكم المرفوع اه ملخصاً۔

ترجمہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ بیشک یہ ان امور میں سے ہے جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی مگر انہوں نے کہا کہ اس کو محدثین میں سے کسی نے روایت نہیں کیا مگر ابن اثیر نے نہایہ میں کہا: بیشک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں قسیم نار ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن اثیر ثقہ ہے اور جو کچھ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا وہ قیاس سے نہیں کہا جاسکتا لہٰذا وہ مرفوع کے حکم میں ہے۔اھ تلخیص

(نسيم الرياض فى شرح شفاء القاضى عياض ومن ذلك ما اطلع عليه من الغيوب مركز اهلسنت گجرات الهند ٣ /١٦٣)

امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

عدم النقل لاينفى الوجود۔

ترجمہ: عدم نقل وجود کی نفی نہیں کرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتح القدیر کتاب الطہارت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ا)

شانِ امام اعظم علیہ الرحمہ

از۔مولانا سلمان فریدی صدیقی مصباحی، بارہ بنکوی، مسقط عمان

ہنر میں کامل و اکمل امامِ اعظم ہیں
سبھی ائمہ میں افضل امامِ اعظم ہیں
عرَب، عجَم کے فقیہوں کو ناز ہے اُن پر
عطاے احمدِ مُرسَل امام اعظم ہیں
بڑھی ہے چشمِ تفقہ کی روشنی جس سے
کٹھن سوالوں کے وہ حل امام اعظم
بشارتِ شہ دیں، وارثِ علوم علی
ضیاے سیدِ کربَل امام اعظم ہیں
امام شافعی ان کی عطا سے ہیں روشن
تو شیخِ مالک و حنبل، امام اعظم ہیں
جمالِ علم و ہنر لاجواب ہے ایسا
ہر ایک پہلو سے اجمل امام اعظم ہیں
محدثین کو دانائی ان کی ہے تسلیم
شعورِ فن میں مکمل امام اعظم ہیں
معاملات و مسائل میں صائبُ الاقوال
عظیم قاضی و فیصل امام اعظم ہیں
انہوں نے دی ہمیں، تحقیق و جستجو کی روش
فروغِ فقہ کی مِشعَل امام اعظم ہیں
نہ لاسکیں گے عدو حشر تک جواب ان کا
دلیلِ حق سے مُدلّل امام اعظم ہیں
بَتا گیے ہیں وہ سب کچھ اصول ہوں کہ فُروع
کہ دیں کی شرحِ مُفصَّل امام اعظم ہیں
فریدی اب بھی چمکتا ہے اُن کا مَہرِ علوم
اگرچہ آنکھ سے اوجھل امام اعظم ہیں

ساتویں و آخری قسط

آزاد وطن کی سیاسی تاریخ

از۔مولانا طارق انور مصباحی، مدیر ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

چھ قسطوں میں بھارت کی مرکزی حکومتوں کی اجمالی تاریخ رقم کر دی گئی۔اب ساتویں قسط میں مرکزی حکومتوں کا اجمالی خاکہ،اب تک کے صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم کی فہرست،لوک سبھا کے الیکشن اور تشکیل کی تاریخ رقم کی جا رہی ہے۔یہ آخری قسط ہے۔

مرکزی حکومتوں کا اجمالی خاکہ

(1) کانگریس کی حکومت:

۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء تا ۲۴/ مارچ ۱۹۷۷ء۔

وزیر اعظم:

(۱) جواہر لال نہرو (۱۸۸۹ء-۱۹۶۴ء)

(۲) لال گلزاری لال نندا (۱۸۹۸ء-۱۹۹۸ء)

(۳) لال بہادر شاستری (۱۹۰۴ء-۱۹۶۶ء)

(۴) اندرا گاندھی (۱۹۱۷ء-۱۹۸۴ء)

ایمرجنسی:

اندرا گاندھی کے عہد میں ۲۵/ جون ۱۹۷۵ء سے ۲۱/ مارچ ۱۹۷۷ء تک ملک میں ایمرجنسی نافذ رہی،اس وقت مسٹر فخر الدین علی احمد صدر جمہوریہ تھے۔

(2) جنتا پارٹی کی حکومت:

۲۴/ مارچ ۱۹۷۷ء تا ۱۴/ جنوری ۱۹۸۰ء۔

وزیر اعظم:

(۱) مرارجی ڈیسائی (۱۸۹۶ء-۱۹۹۵ء)

(۲) چودھری چرن سنگھ (۱۹۰۲ء-۱۹۸۷ء)

(3) کانگریس کی حکومت:

۱۴/ جنوری ۱۹۸۰ء سے ۲/ دسمبر ۱۹۸۹ء تک۔

وزیر اعظم:

(۱) اندرا گاندھی (۱۹۱۷ء-۱۹۸۴ء)

(۲) راجیو گاندھی (۱۹۴۴ء-۱۹۹۱ء)

(4) جنتا دل کی حکومت:

۲/ دسمبر ۱۹۸۹ء تا ۲۱/ جون ۱۹۹۱ء۔

وزیر اعظم:

(۱) وی پی سنگھ (۱۹۳۱ء-۲۰۰۸ء)

(۲) چندر شیکھر (۱۹۲۷ء-۲۰۰۷ء)

(5) کانگریس کی حکومت:

۲۱/ جون ۱۹۹۱ء تا ۱۶/ مئی ۱۹۹۶ء۔

وزیر اعظم:

پی وی نرسمہا راؤ (۱۹۲۱ء-۲۰۰۴ء)

(6) بی جے پی کی حکومت:

۱۶/ مئی ۱۹۹۶ء تا ۱/ جون ۱۹۹۶ء۔

وزیر اعظم:

اٹل بہاری واجپائی (۱۹۲۴ء- اگست ۲۰۱۸)

(7) جنتا دل کی حکومت:

۱/ جون ۱۹۹۶ء تا ۱۹/ مارچ ۱۹۹۸ء۔

وزیر اعظم:

(۱) ایچ ڈی دیوے گوڈا (۱۹۳۳ء- تادم تحریر)

(۲) اندر کمار گجرال (۱۹۱۹ء-۲۰۱۲ء)

(8) بی جے پی (NDA) کی حکومت:

۱۹/ مارچ ۱۹۹۸ء تا ۲۲/ مئی ۲۰۰۴ء۔

وزیر اعظم:

اٹل بہاری واجپائی (۱۹۲۴ء- اگست ۲۰۱۸ء)

(9) کانگریس (UPA) کی حکومت:

۲۲/ مئی ۲۰۰۴ء تا ۲۶/ مئی ۲۰۱۴ء۔

وزیر اعظم:

من موہن سنگھ (۱۹۳۲ء- تادم تحریر)

(10) بی جے پی (NDA) کی حکومت:

۲۶/ مئی ۲۰۱۴ء سے تادم تحریر۔

وزیر اعظم:

نریندر مودی (۱۹۵۰ء- تادم تحریر)

صدور جمہوریہ

(1) ڈاکٹر راجندر پرساد (۱۸۸۴ء-۱۹۶۳ء)

مدت: ۲۶/ جنوری ۱۹۵۰ء تا ۱۲/ مئی ۱۹۶۲ء

(2) سروپلی رادھا کرشنا (Sarvepalli Radhakrishnan) (۱۸۸۸ء-۱۹۷۵ء)

مدت: ۱۳/ مئی ۱۹۶۲ء تا ۱۳/ مئی ۱۹۶۷ء

(3) ڈاکٹر ذاکر حسین (۱۸۹۷ء-۱۹۶۹ء)

مدت: ۱۳/ مئی ۱۹۶۷ء تا ۳/ مئی ۱۹۶۹ء (عہد صدارت میں موت ہوئی)

(4) ورہا گیری وینکٹا گیری (Varahagiri Venkata Giri) (۱۸۹۴ء-۱۹۸۰ء)

مدت: ۳/ مئی ۱۹۶۹ء تا ۲۰/ جولائی ۱۹۶۹ء (کارگزار صدر)

(5) محمد ہدایت اللہ (۱۹۰۵ء-۱۹۹۲ء)

مدت: ۲۰/ جولائی ۱۹۶۹ء تا ۲۴/ اگست ۱۹۶۹ء (کارگزار صدر و سابق چیف جسٹس آف انڈیا)

(6) ورہا گیری وینکٹا گیری (Varahagiri Venkata Giri) (۱۸۹۴ء-۱۹۸۰ء)

مدت: ۲۴/ اگست ۱۹۶۹ء تا ۲۴/ اگست ۱۹۷۴ء

(7) فخر الدین علی احمد (۱۹۰۵ء-۱۹۷۷ء)

مدت: ۲۴/ اگست ۱۹۷۴ء تا ۱۱/ فروری ۱۹۷۷ء (عہد صدارت

میں موت ہوگئی)

(8)بسپا دنپا جٹی(Basappa Danappa Jatti)(۱۹۱۲ء-۲۰۰۲ء)

مدت:۱۱/فروری ۱۹۷۷ء تا ۲۵/ جولائی ۱۹۷۷ء (کارگذار صدر)

(9)نیلم سنجیوا ریڈی(Neelam Sanjiva Reddy)(۱۹۱۳ء-۱۹۹۶ء)

مدت:۲۵/ جولائی ۱۹۷۷ء تا ۲۵/ جولائی ۱۹۸۲ء

(10)گیانی زیل سنگھ(Giani Zail Singh)(۱۹۱۶ء-۱۹۹۴ء)

مدت:۲۵/ جولائی ۱۹۸۲ء تا ۲۵/ جولائی ۱۹۸۷ء

(11)رام سوامی وینکٹارمن (Ramaswamy Venkataraman)(۱۹۱۰ء-۲۰۰۹ء)

مدت:۲۵/ جولائی ۱۹۸۷ء تا ۲۵/ جولائی ۱۹۹۲ء

(12)شنکردیال شرما(Shankar Dayal Sharma)(۱۹۱۸ء-۱۹۹۹ء)

مدت:۲۵/ جولائی ۱۹۹۲ء تا ۲۵/ جولائی ۱۹۹۷ء

(13)کوچریل رمن نارائن(Kocheril Raman Narayanan)(۱۹۲۰ء-۲۰۰۵ء)

مدت:۲۵/ جولائی ۱۹۹۷ء تا ۲۵/ جولائی ۲۰۰۲ء

(14)اے پی جے عبدالکلام(۱۹۳۱ء-۲۰۱۵ء)

مدت:۲۵/ جولائی ۲۰۰۲ء تا ۲۵/ جولائی ۲۰۰۷ء

(15)پرتیبھا پاٹل(Pratibha Patil)(۱۹۳۴ء-تادم تحریر)

مدت:۲۵/ جولائی ۲۰۰۷ء تا ۲۵/ جولائی ۲۰۱۲ء

(16)پرنب مکھرجی (Pranab Mukherjee) (۱۹۳۵ء-۲۰۲۰ء)

مدت:۲۵/ جولائی ۲۰۱۲ء تا ۲۵ جولائی ۲۰۱۷ء

(17)رام ناتھ کووند(۱۹۴۵ء-تادم تحریر)

مدت:۲۵: جولائی ۲۰۱۷ء-تادم تحریر

انڈیا کے پرائم منسٹرس اور حکمراں پارٹیاں

(1)جواہرلال نہرو(۱۸۸۹ء-۱۹۶۴ء)

مدت:۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء تا ۲۷/مئی ۱۹۶۴ء (سولہ سال،۲۸۶/ دوسو چھیاسی دن-کانگریس پارٹی)

(2)گلزاری لال نندا(۱۸۹۸ء-۱۹۹۸ء)

مدت:۲۷/مئی ۱۹۶۴ء تا ۹/ جون ۱۹۶۴ء(۱۳/ دن-کانگریس پارٹی)

(3)لال بہادر شاستری(۱۹۰۴ء-۱۹۶۶ء)

مدت:۹/ جون ۱۹۶۴ء تا ۱۱/جنوری ۱۹۶۶ء(ایک سال،۲۱۶/ دوسوسولہ دن-کانگریس پارٹی)

(4)گلزاری لال نندا(۱۸۹۸ء-۱۹۹۸ء)

مدت:۱۱/جنوری ۱۹۶۶ء تا ۲۴/جنوری ۱۹۶۶ء(۱۳/ دن-کانگریس پارٹی)

(5)اندرا گاندھی(۱۹۱۷ء-۱۹۸۴ء)

مدت:۲۴/ جنوری ۱۹۶۶ء تا ۲۴/ مارچ ۱۹۷۷ء(گیارہ سال،۵۹/ انسٹھ دن-کانگریس پارٹی)

(6)مرارجی ڈیسائی(۱۸۹۶ء-۱۹۹۵ء)

مدت:۲۴/ مارچ ۱۹۷۷ء تا ۲۸/ جولائی ۱۹۷۹ء(دوسال، ۱۲۶/

ایک سوچھبیس دن- جنتا پارٹی)

(7)چودھری چرن سنگھ(۱۹۰۲ء-۱۹۸۷ء)

مدت: ۲۸/ جولائی ۱۹۷۹ء تا ۱۴/ جنوری ۱۹۸۰ء(۱۷۰/ایک سو ستر دن- جنتا پارٹی سیکولر و کانگریس پارٹی)

(8)اندرا گاندھی(۱۹۱۷ء-۱۹۸۴ء)

مدت:۱۴/ جنوری ۱۹۸۰ء تا ۳۱/ اکتوبر ۱۹۸۴ء(چار سال،۲۹۱/ دو سو اکانوے دن- کانگریس پارٹی)

(9)راجیو گاندھی(۱۹۴۴ء-۱۹۹۱ء)

مدت:۳۱/ اکتوبر ۱۹۸۴ء تا ۲/ دسمبر ۱۹۸۹ء(پانچ سال،۳۲/بتیس دن-کانگریس پارٹی)

(10)وی پی سنگھ(۱۹۳۱ء-۲۰۰۸ء)

مدت:۲/ دسمبر ۱۹۸۹ء تا ۱۰/ نومبر ۱۹۹۰ء (۳۴۳/تین سو تینتالیس دن- جنتا دل نیشنل فرنٹ)

(11)چندر شیکھر(۱۹۲۷ء-۲۰۰۷ء)

مدت:۱۰/نومبر ۱۹۹۰ء تا ۲۱/ جون ۱۹۹۱ء(۲۲۳/ دو سو تیئس دن-سماجوادی جنتا پارٹی و کانگریس پارٹی)

(12)پی وی نرسمہا راؤ(۱۹۲۱ء-۲۰۰۴ء)

مدت:۲۱/ جون ۱۹۹۱ء تا ۱۶/مئی ۱۹۹۶ء(چار سال،۳۳۰/تین سو تیس دن-کانگریس پارٹی)

(13)اٹل بہاری واجپائی(۱۹۲۴ء-اگست ۲۰۱۸)

مدت:۱۶/مئی ۱۹۹۶ء تا ۱/ جون ۱۹۹۶ء(سولہ دن-بی جے پی)

(14)ایچ ڈی دیوے گوڑا(۱۹۳۳ء-تادم تحریر)

مدت:۱/ جون ۱۹۹۶ء تا ۲۱/ اپریل ۱۹۹۷ء(۳۲۴/ تین سو چوبیس دن- جنتا دل یونائیٹیڈ فرنٹ)

(15)اندر کمار گجرال(۱۹۱۹ء-۲۰۱۲ء)

مدت:۲۱/ اپریل ۱۹۹۷ء تا ۱۹/ مارچ ۱۹۹۸ء(۳۳۲/ تین سو بتیس دن- جنتا دل یونائیٹیڈ فرنٹ)

(16)اٹل بہاری واجپائی(۱۹۲۴ء-۲۰۱۸ء)

مدت:۱۹/ مارچ ۱۹۹۸ء تا ۲۲/مئی ۲۰۰۴ء(چھ سال،۶۴/ چونسٹھ دن-بی جے پیNDA)

(17)من موہن سنگھ(۱۹۳۲ء-تادم تحریر)

مدت :۲۲/ مئی ۲۰۰۴ء تا ۲۶/مئی ۲۰۱۴ء(دس سال،۴/ چار دن - کانگریس پارٹیUPA)

(18)نریندر مودی(۱۹۵۰ء-تادم تحریر)

مدت:۲۶/مئی ۲۰۱۴ء تادم تحریر(بی جے پیNDA)

لوک سبھا الیکشن کی تاریخیں

پہلا لوک سبھا الیکشن:۲/ جنوری ۱۹۵۲ء تا ۲۵/ جنوری ۱۹۵۲ء۔

دوسرا لوک سبھا الیکشن:۲۴/فروری ۱۹۵۷ء تا ۱۵/ مارچ ۱۹۵۷ء۔

تیسرا لوک سبھا الیکشن:۱۹/فروری ۱۹۶۲ء تا ۲۵/فروری ۱۹۶۲ء۔

چوتھا لوک سبھا الیکشن:۱۵/فروری ۱۹۶۷ء تا ۲۸/فروری ۱۹۶۷ء۔

پانچواں لوک سبھا الیکشن:۱/ مارچ ۱۹۷۱ء تا ۱۰/ مارچ ۱۹۷۱ء۔

چھٹا لوک سبھا الیکشن:۱۶/ مارچ ۱۹۷۷ء تا ۲۰/ مارچ ۱۹۷۷ء۔

ساتواں لوک سبھا الیکشن:۳/ جنوری ۱۹۸۰ء تا ۶/ جنوری ۱۹۸۰ء۔

آٹھواں لوک سبھا الیکشن:۲۴/ دسمبر ۱۹۸۴ء تا ۲۸/ دسمبر ۱۹۸۴ء۔

نواں لوک سبھا الیکشن: ۲۲/ نومبر ۱۹۸۹ء تا ۲۶/ نومبر ۱۹۸۹ء۔

دسواں لوک سبھا الیکشن: ۲۰/ مئی ۱۹۹۱ء تا ۵/ جون ۱۹۹۱ء۔

گیارہواں لوک سبھا الیکشن: ۲۷/ اپریل ۱۹۹۶ء تا ۷/ مئی ۱۹۹۶ء۔

بارہواں لوک سبھا الیکشن: ۱۶/ فروری ۱۹۹۸ء تا ۲۸/ فروری ۱۹۹۸ء۔

تیرہواں لوک سبھا الیکشن: ۵/ ستمبر ۱۹۹۹ء تا ۳/ اکتوبر ۱۹۹۹ء۔

چودہواں لوک سبھا الیکشن: ۲۰/ اپریل ۲۰۰۴ء تا ۱۰/ مئی ۲۰۰۴ء۔

پندرہواں لوک سبھا الیکشن: ۱۶/ اپریل ۲۰۰۹ء تا ۱۳/ مئی ۲۰۰۹ء۔

سولہواں لوک سبھا الیکشن: ۷/ اپریل ۲۰۱۴ء تا ۱۲/ مئی ۲۰۱۴ء۔

سترہواں لوک سبھا الیکشن: 11: اپریل 2019 تا 19: مئی 2019

لوک سبھا کی تشکیل کی تاریخیں اور ارکان کی تعداد

پہلا لوک سبھا: ۲/ اپریل ۱۹۵۲ء۔ کل سیٹ: 489

دوسرا لوک سبھا: ۵/ اپریل ۱۹۵۷ء۔ کل سیٹ: 494

تیسرا لوک سبھا: ۲/ اپریل ۱۹۶۲ء۔ کل سیٹ: 494

چوتھا لوک سبھا: ۴/ مارچ ۱۹۶۷ء۔ کل سیٹ: 520

پانچواں لوک سبھا: ۱۵/ مارچ ۱۹۷۱ء۔ کل سیٹ: 518

چھٹا لوک سبھا: ۲۳/ مارچ ۱۹۷۷ء۔ کل سیٹ: 542

ساتواں لوک سبھا: ۱۰/ جنوری ۱۹۸۰ء۔ کل سیٹ: 529

آٹھواں لوک سبھا: ۳۱/ دسمبر ۱۹۸۴ء۔ کل سیٹ: 514

نواں لوک سبھا: ۲/ دسمبر ۱۹۸۹ء۔ کل سیٹ: 529

دسواں لوک سبھا: ۲۰/ جون ۱۹۹۱ء۔ کل سیٹ: 524

گیارہواں لوک سبھا: ۱۵/ مئی ۱۹۹۶ء۔ کل سیٹ: 543

بارہواں لوک سبھا: ۱۰/ مارچ ۱۹۹۸ء۔ کل سیٹ: 543

تیرہواں لوک سبھا: ۱۰/ اکتوبر ۱۹۹۹ء۔ کل سیٹ: 543

چودہواں لوک سبھا: ۱۷/ مئی ۲۰۰۴ء۔ کل سیٹ: 543

پندرہواں لوک سبھا: ۱۸/ مئی ۲۰۰۹ء۔ کل سیٹ: 543

سولہواں لوک سبھا: ۲۶/ مئی ۲۰۱۴ء۔ کل سیٹ: 543

سترہواں لوک سبھا: ۲۴: مئی ۲۰۱۹۔ کل سیٹ: 543

(1) ساتواں لوک سبھا الیکشن: 10: جنوری ۱۹۸۰ء کو صرف 529: سیٹ کا الیکشن ہوا، اور آسام کی 12: لوک سبھا سیٹ اور میگھالیہ کی ایک سیٹ کا الیکشن نہ ہو سکا۔

(2) آٹھواں لوک سبھا الیکشن: 31: دسمبر ۱۹۸۴ء کو 514: سیٹ کا الیکشن ہوا۔ آسام اور پنجاب کی 27: سیٹ کا الیکشن ۱۹۸۵ء میں ہوا۔

(3) نواں لوک سبھا الیکشن: 02: دسمبر ۱۹۸۹ء کو کل 529: سیٹ کا الیکشن ہوا۔ آسام کی 12: لوک سبھا سیٹ کا الیکشن نہیں ہوا۔

(4) دسواں لوک سبھا الیکشن: 20: جون ۱۹۹۱ء کو 524: سیٹ کا الیکشن ہوا۔ اس وقت کورٹ کیس کے سبب بہار کی 2: دو سیٹ اور یوپی کی ایک سیٹ کا الیکشن بعد میں ہوا۔ پنجاب کی 13: سیٹ کا الیکشن ۱۹۹۲ء میں ہوا۔

(5) لوک سبھا کے دو ممبروں کا تقرر صدر جمہوریہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ یہ دونوں اینگلو انڈین کمیونٹی (Anglo Indian Community) کے ہوتے ہیں، اس لیے انتخابی فہرست میں ان دو ممبروں کا شمار نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ ان دونوں کا الیکشن نہیں ہوتا۔

تصوف وطریقت اور خدمتِ خلق

از۔علامہ یٰسٓ اختر مصباحی، دارالقلم دہلی

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح وسجّادہ و دلق نیست

اسلام نے ساری مخلوق کوعیالُ اللہ یعنی اللہ کا کنبہ قرار دیا ہے اور اس کی نظر میں ساری نسلِ انسانی، حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلام کی اولاد ہے۔ ایک ہی جان سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب کو پیدا فرمایا ہے اور اپنے کرمِ بے پایاں سے اس نے سبھی انسانوں کو رحم و مروت اور ہمدردی وغم گساری کے جذبات بھی مرحمت فرمادیے ہیں۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کے دکھ درد محسوس کرکے مصائب ومشکلات کے وقت ایک دوسرے کے کام بھی آسکیں۔

پیغمبر اسلام، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ وصحابہ وتابعین وتبع تابعین رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، تزکیہ واحسان اور تصوف وطریقت کے علم بردار وہ نفوسِ قدسیہ، جنہیں، تاریخ میں صوفیہ ومشائخ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کی حیات وحالات کا مطالعہ کرتے وقت، قدم قدم پہ، یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ:

اپنی اصلاح اور تبلیغِ اسلام کے ساتھ اپنے اخلاق وکردار اور خلقِ خدا سے محبت وشفقت کے اعلیٰ نمونے اور ایسی قابلِ قدر روایات، انہوں نے چھوڑی ہیں کہ:

ان کے مطابق، صحیح طریقہ سے عمل کیا جائے، تو آج بھی بیمار انسانیت کو شفا، حاصل ہوسکتی ہے اور درماندہ حال خلقِ خدا کو سکون وراحت کی سانس، میسر آسکتی ہے۔

متحدہ ہندوستان کے اندر، صوفیہ ومشائخِ کرام کے درمیان عطاے رسول، حضرت خواجہ معین الدین حسن، چشتی، اجمیری کی ذاتِ گرامی ایک ممتاز ونمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ بلکہ آپ، سرزمینِ متحدہ ہند پہ سرگروہِ اولیا اور سرخیلِ اصفیا ہیں اور آپ کی شانِ غریب نوازی سے ہندو پاک کا بچہ بچہ، واقف ہے۔

آپ کے محبوب خلیفہ، قطب الاسلام، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار، کاکی، چشتی، دہلوی بیان فرماتے ہیں:

ایک بار میں نے معینُ المِلَّۃِ وَالدِّین، حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کا یہ ارشاد سنا کہ وہ اپنے پیر ومرشد، حضرت خواجہ عثمان، ہارونی، چشتی کے یہ گراں قدر کلمات، نقل فرمارہے تھے:

”اگر، کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں، تو سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے۔ سخاوت وشفقت اور تواضع۔ دریا جیسی سخاوت، آفتاب جیسی شفقت، زمین جیسی تواضع۔“

(دلیل العارفین۔ مجلس نہم)

اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے دادا پیر، شیخ حاجی شریف زندنی چشتی، نیشاپوری کا یہ واقعہ، پاسِ عہد وپیمان، اعانت وامدادِ فقرا وغربا و اسلوبِ دعوت وتبلیغ کا کتنا مؤثر وحسین مرقع ہے کہ ”سات

جوان بیٹیوں کا ایک غریب و پریشان حال باپ، ایک دن بارگاہِ شیخ حاجی شریف زندنی میں آکر عرض کرتا ہے کہ: میری مشکل آسان کی جائے۔ آپ نے، اسے صبر و شکر کی تلقین کی کہ: آج جتنی تکلیف اٹھاؤ گے، کل آرام پاؤ گے۔ اس نے پھر اپنی لڑکیوں کی شادی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: آج جاؤ، کل آنا۔

جب وہ شخص، واپس ہونے لگا، تو راستہ میں ایک آتش پرست ملا۔ اس نے حال پوچھا۔ غریب باپ نے اپنی سرگذشت سنائی۔ آتش پرست نے کہا:

شیخ تو خود ہی، نادار ہیں۔ وہ تمہاری کیا، مدد کریں گے؟ جاؤ۔ شیخ سے کہو کہ وہ، اگر سات (۷) سال تک میری خدمت گذاری کریں تو میں انہیں، سات ہزار دینار دے سکتا ہوں۔'' وہ غریب پھر واپس آیا اور اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

حضرت شیخ حاجی شریف زندنی نے سنتے ہی فرمایا:

سبحان اللہ! اس سے بہتر کیا ہوگا کہ میری سات (۷) سال کی خدمت گذاری کے بدلے، کسی غریب حاجت مند کی ضرورت پوری ہو جائے۔

اس غریب کو ساتھ لے کر، شیخ حاجی شریف زندنی، فوراً، آتش پرست کے پاس پہنچے۔ آتش پرست نے قاضیِ شہر کے پاس لے جا کر شیخ سے، خطِ غلامی لکھوالیا اور آپ، معاہدہ کے مطابق، آتش پرست کے یہاں، رات کی پاسبانی کرنے لگے۔

حاکمِ وقت، حضرت شیخ کا عقیدت مند تھا۔ اسے، جیسے ہی اس واقعہ کا علم ہوا سات ہزار دینار اور سات ہزار درہم آپ کی خدمت میں بھیج کر گزارش کی کہ:

سات ہزار دینار، اس آتش پرست کو دے کر، اس سے نجات، حاصل کریں۔ اور سات ہزار درہم اپنی ضرورت پر خرچ فرمائیں۔

شیخ حاجی شریف زندنی نے وہ تمام دینار و درہم، فُقَرا و حاجت مندوں کے درمیان تقسیم کر دیئے اور فرمایا کہ:

''میں نے، سات سال تک آتش پرست کی خدمت کا، جو عہد کیا، وہ تو مجھے پورا کرنا ہی ہے۔''

آتش پرست کو جب اس کا علم ہوا، تو اس نے شیخ سے کہا کہ:

''آپ نے، اس پیشکش سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟ جس سے آپ اس تکلیف سے بچ جاتے۔''

شیخ حاجی شریف زندنی نے جواب دیا:

''تم اس محنت اور تکلیف کی قدر و لذت کیا جانو؟ میرا رب، فَقر اور محنت کو پسند کرتا ہے۔ اور میں اپنے رب کو پسند کرتا ہوں اور جس سے وہ راضی ہو، اسی میں میرے لئے راحت ہے۔ اللہ، دل جوئی کو پسند کرتا ہے اور دل جوئی کرنے والوں کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔''

آتش پرست کے دل پر حضرت شیخ کی ان باتوں کا اتنا زیادہ اثر ہوا کہ اس نے اپنی خوشی سے آپ کو، فوراً، آزاد کر دیا اور کہا کہ ''جایئے اور دل جمعی کے ساتھ اپنے رب کے کاموں میں مصروف رہیے اور اس کی رضا مندی، حاصل کیجیے۔''

شیخ حاجی شریف زندانی نے، یہ سن کر، اس آتش پرست سے فرمایا:

''جب تم نے مجھے آزاد کر دیا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں بھی دوزخ کی آگ سے آزاد فرما دے گا۔''

آتش پرست نے جب دوزخ کی آگ سے آزادی کی خوش خبری سنی تو اُس کا دل، اسلام کی طرف اتنا مائل ہوا کہ وہ کلمۂ طیبہ پڑھ کر سچے

دل سے مسلمان ہوگیا اور حضرت شیخ کی تعلیم وتربیت وفیضِ صحبت سے کچھ ہی دنوں بعد، شیخِ کامل ہوگیا۔

(سیر الاقطاب)

خلقِ خدا کی حاجت روائی کے بارے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی ،اجمیری کے مندرجہ ذیل ارشاد سے درویشی کے اسرار کھلتے ہیں:

''درویشی، اس بات کا نام ہے کہ اس کے پاس جو شخص آئے ،اسے، محروم نہ کیا جائے۔ اگر بھوکا ہے، تو کھانا کھلایا جائے۔ ننگا ہے ،تو نفیس کپڑا پہنایا جائے۔ کسی شکل میں اسے خالی نہیں واپس کرنا چاہیے۔ اس کا حال پوچھ کر، اس کی دل جوئی کرنی چاہیے۔''

(دلیل العارفین)

حضرت خواجہ معین الدین حسن، چشتی کے دل کے اندر بچپن ہی سے محبت وہمدردی اور غریب نوازی کا جذبہ، موجزن تھا۔ شیر خوارگی کے وقت بھی آپ کی عجیب شان تھی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ دودھ پینے کے زمانے میں بھی آپ کا یہ حال تھا کہ جب کوئی عورت اپنے شیر خوار بچہ کے ساتھ آپ کے یہاں آتی اور دودھ کے لئے اس کا بچہ، جب رونے لگتا، تو آپ فوراً، اپنی مادرِ مہربان کو اشارہ کرتے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ اپنا دودھ، اس بچے کو پلائیں۔ آپ کی والدۂ محترمہ، یہ اشارہ سمجھ کر، اس بچے کو دودھ پلا دیتیں۔ جب بچہ، دودھ پینے لگتا، تو آپ بہت خوش ہوتے اور تبسم فرمانے لگتے۔

آپ کے بچپن ہی کا ایک واقعہ ہے۔ اچھے کپڑوں میں ملبوس ہوکر آپ، نماز پڑھنے عیدگاہ جارہے تھے۔ راستہ میں دیکھا کہ ایک اندھا بچہ، پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ آپ کو یہ دیکھ کر بڑا دُکھ ہوا۔ دل بے چین ہوگیا اور فوراً، اپنے کپڑے اُتار کر اُسے پیش کردیئے۔ اس کے بعد اسے ساتھ لے کر عیدگاہ پہنچے اور اس کی ہر طرح، دل جوئی وخاطر داری کی۔

پندرہ (۱۵) سال کی عمر میں جب ایک بزرگ، شیخ ابراہیم قندوزی کے فیضان اور نگاہِ کیمیا اثر سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے اندر روحانی انقلاب، پیدا ہوا تو آپ نے اپنا باغ اور پَن چکی جو آپ کا ذریعۂ معاش تھا، اسے بھی فروخت کردیا اور باغ وپَن چکی سے حاصل شدہ ساری رقم، غُرَبا وفُقَرا ومساکین اور محتاجوں کے درمیان، تقسیم فرمادی۔

ایک بار، ایک شخص، غصہ کی حالت میں آیا اور آپ کے ایک مرید کو پکڑ کر سختی کے ساتھ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپ نے ،اسے نرمی سے سمجھایا کہ جہاں اتنا صبر کیا ہے، کچھ دن کا، اسے اور موقع دے دو۔ یہ تمہارا قرض، ادا کردے گا۔ مگر، وہ شخص اور اکڑنے لگا۔ آخر آپ کو بھی جلال آگیا اور آپ نے اپنی چادر، زمین پر بچھادی۔ جو اچانک، دینار و درہم سے بھر گئی۔ اس سے آپ نے فرمایا: اپنی رقم لے لو۔ اس نے اصل رقم سے کچھ زیادہ لینا چاہا، تو اس کا ہاتھ، خشک ہوگیا۔ وہ رونے گڑگڑانے لگا۔ آپ نے اس کی خطا، معاف کی اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس کے لئے دعا کی۔ تو اس کا ہاتھ، صحیح ہوگیا۔ اور وہ آپ کا عقیدت مند وخدمت گذار بن گیا۔

(روایتِ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار، کا کی۔ سیر الاقطاب)

ایک شخص آپ پر حملہ کی نیت سے آپ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ عرصہ سے قدم بوسی کی تمنا تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج یہ عظیم سعادت، میسر آئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس نیت سے آئے

ہو، اپنا کام کرو۔ وہ شخص یہ سن کر اتنا خوف زدہ ہوا کہ لرزنے لگا اور زمین پر گر کر عاجزی سے عرض کرنے لگا:

''حضور! مجھے فلاں شخص نے آپ کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ حالاں کہ میری ایسی کوئی نیت، نہیں تھی۔ یہ کہہ کر، اس نے اپنی بغل سے خنجر نکالا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے، اس سے فرمایا: **کسی کا نام نہ لو اور نہ اس کا راز، ظاہر کرو۔''** اس نے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہنے لگا: میں، سزا کا مستحق ہوں۔ آپ حکم دیجیے کہ لوگ مجھے مار ڈالیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

''اے عزیز! ہمارا شیوہ، یہ ہے کہ ہمارے ساتھ، جو شخص، برائی سے پیش آتا ہے، اس کے ساتھ ہم، بھلائی سے پیش آتے ہیں۔ اور تم نے تو اپنی طرف سے کوئی برائی بھی، نہیں کی۔''

یہ کہہ کر آپ نے اس کا سر اٹھا کر، اس کے لئے دعا کی۔ اس کا دل، بدل گیا اور وہ آپ کا عقیدت مند خادم بن گیا۔ اس نے پینتالیس (۴۵) حج کیے اور مکہ مکرّمہ میں اس کا وصال ہوا۔

(سیر الاقطاب)

ایک مظلوم ماں، روتی بلکتی، بارگاہِ حضرت خواجہ معین الدین حَسَن، چشتی میں حاضر ہوئی۔ آپ، اُس وقت، وضو فرما رہے تھے۔ عورت نے کہنا، شروع کیا: خدا کے واسطے، میری فریاد سنیے! حاکمِ شہر نے ناحق میرے لڑکے کو پھانسی دے دی ہے۔ آپ نے، اس کی فریاد، غور سے سنی۔ جب، یقین ہو گیا کہ عورت کا بیان، صحیح ہے، تو آپ نے اپنا عصا ہاتھ میں لیا۔ اور خُدَّام و مریدین کو ساتھ لے کر سیدھے مقتول لڑکے کے پاس پہنچے۔

اور عصا سے اس کی گردن کو چھوتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے مظلوم! اگر تجھے بے قصور مارا گیا ہے، تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا اور پھانسی کے پھندے سے اُتر کر نیچے آ جا۔''

ان الفاظ کا زبان سے نکلنا تھا کہ: وہ مقتول، زندہ و سلامت، پھانسی کے تختہ سے نیچے اتر آیا اور فوراً، آپ کے قدموں پر گر گیا۔ اور کچھ دیر بعد، ماں بیٹے، دونوں، خوش و خرم اپنے گھر واپس چلے گئے۔

(سیر الاقطاب)

ایک کسان کے کھیت کی پیداوار، حاکمِ شہر نے ضبط کر لی اور کہا کہ: شاہی فرمان کے بغیر، تمہیں اس میں سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ وہ کسان و فریاد رسی اور مدد، طلب کرنے کے لئے بارگاہِ حضرت خواجہ معین الدین چشتی میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر حضور اپنے خلیفہ، قطب الدین بختیار، کاکی کو، سفارشی خط لکھ دیں تو یہ پریشانی، ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ آپ نے کچھ سوچ کر، ارشاد فرمایا:

''اگر چہ، سفارش سے تمہارا مقصد، آسانی سے حل ہو جائے گا مگر، اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام کے لئے مجھے متعین کر دیا ہے، اس لئے تم میرے ساتھ، دہلی چلو۔''

راستہ میں ایک مسافر کو، آپ کی اچانک روانگی کا علم ہوا۔ تو اس نے فوراً، دہلی پہنچ کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو، آگاہ کر دیا۔ حضرت قطب صاحب نے سلطان شمس الدین التمش کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی۔ اس نے، دہلی میں آپ کا شاہانہ اور شاندار استقبال کیا۔ حضرت قطب صاحب نے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اس کسان کے کام سے دہلی آنا ہوا''

انہوں نے عرض کیا کہ:

''یہ کام، تو یہاں کے خُدّام بھی کردیتے۔ اس کے لئے حضور کو تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں تھی۔''

حضرت خواجہ معین الدین، چشتی نے ارشاد فرمایا:

''یہ کسان میرے پاس آیا، تو بہت رنجیدہ تھا۔ میں نے مراقبہ کر کے دربارِ خداوندی میں، اس کے لئے عرض کیا، تو غیبی حکم ملا کہ رنج و غم میں شریک ہونا، عین بندگی ہے۔ پس! میں بہ سبب بندگیِ حق، یہاں آیا ہوں۔''

حضرت خواجہ قطب صاحب نے عرض و معروض کے بعد خود، سلطان، شمس الدین التمش کے پاس جا کر کسان کا معاملہ، کسان کے حق میں طے کرایا۔

انسان دوستی اور شانِ غریب نوازی کا جلوہ، حضرت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری کی مندرجہ ذیل تعلیم و ہدایت میں بھی ملتا ہے:

''مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننا، ان کا ساتھ دینا، حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، اسیروں کو قید سے چھڑانا، یہ باتیں، اللہ کے نزدیک، بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔''

اپنے لئے دنیاوی مال و متاع کے سلسلہ میں حضرت خواجہ غریب نواز و دیگر صوفیہ و مشائخ کا جو مسلک تھا، وہ، شیخ الاسلام، حضرت بابا فریدالدین مسعود، گنج شکر، چشتی خلیفۂ حضرت قطب الدین بختیار، کاکی، چشتی، دہلوی کے اِس خیال سے، ظاہر ہوتا ہے:

''زکوٰۃ، تین طرح کی ہوتی ہے:

(۱) زکوٰۃِ شریعت

(۲) زکوٰۃِ طریقت

(۳) زکوٰۃِ حقیقت۔

☆ زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ حسب شرائط اپنے کل مال سے ڈھائی فیصد نکال کر مستحقین میں تقسیم کر دیا جائے اور بقیہ ساڑھے ستانوے فیصد اپنے پاس رکھا جائے۔

☆ زکوٰۃِ طریقت یہ ہے کہ دو سو درہم اپنے پاس رکھے جائیں اور بقیہ سب، خدا کی راہ میں خرچ کر دیئے جائیں۔

☆ زکوٰۃِ حقیقت یہ ہے کہ، سب کا سب، راہِ خدا میں دے دیا جائے۔ اور اپنے پاس، اللہ و رسول کے سوا، کچھ بھی نہ رکھا جائے۔

(سیر الاقطاب)

اور دوسروں کے تعلق سے، ان نفوسِ قدسیہ کا یہ شیوہ تھا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار، کاکی، چشتی، دہلوی اپنے مرشدِ طریقت وحقیقت، عطاے رسول، سلطان الہند، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، اجمیری کے بارے میں اپنا یہ تجربہ و مشاہدہ، بیان کرتے ہیں کہ:

''میں نے مدت تک آپ کی خدمت کی، مگر، کسی سائل، یا فقیر کو کبھی، آپ کے در سے محروم جاتے، نہیں دیکھا۔''

(مَسالِکُ السّالِکِین)

صدیوں بعد آج بھی آپ کے فیضانِ عام اور شانِ غریب نوازی کا یہ حال ہے کہ:

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی، محروم نہیں، مانگنے والا تیرا

(برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا، حسؔن، بریلوی)

○○○

قناعت پسندی اک نسخۂ اکسیر

تحریر: حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی جمشید پور

قناعت پسندی اُمت مسلمہ کے لیے ہر دور میں ایک نہایت ہی پسندیدہ اور ضروری شئے رہی ہے، لیکن اس نئے زمانے میں جن معاشی مسائل نے انسانیت کے سامنے سر اٹھائے ہیں ان سے نمٹنے کے لئے قناعت پسندی ایک نسخۂ اکسیر ہے جو مہنگائی اور انسان کی معیشت سے جڑے سارے مسائل کو تھوڑے ہی عرصے میں کافور کرسکتی ہے۔

رب تعالیٰ ساری کائنات کا پیدا فرمانے والا ہے جس نے ساری مخلوق میں انسان کو اشرف المخلوق کا شرف عطا فرمایا۔ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ نے اپنی تمام مخلوق کی ضروریات کا بے شمار سامان پیدا فرمایا ہے، انسان کی بے شمار ضروریات میں ''روٹی، کپڑا اور مکان'' اولین حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر انسان اس کی تگ ودو میں لگا ہوا ہے، بقول شاعر

وہ مشتِ خاک ہوا نے بکھیر دیا
سمیٹنے کی تگ ودَو ہے، آدمی کیا ہے

جب کہ روزی روٹی دینے کا رب تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے:
''اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (ترجمہ سورہ ہود: 11، آیت 6)

انسانی رزق میں رب تعالیٰ نے اعلیٰ سے اعلیٰ بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جانوروں کی خوراک گھاس، پھوس اور جانوروں کا دودھ، گھی، گوشت جیسی اعلیٰ نعمتیں انسانوں کو عطا فرمائیں جن کا ذکر قرآن مجید میں جا بجا موجود ہے۔ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ.

ترجمہ: اور اس نے جانور پیدا کئے، ان میں تمہارے لیے گرم لباس اور فائدے ہیں اور ان سے تم (غذا بھی) کھاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اونٹ، گائے، بھینس، بکریاں وغیرہ وغیرہ جانور پیدا کئے، ان کی کھالوں اور اُون سے تمہارے لیے گرم لباس تیار ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی ان جانوروں میں بہت سے فائدے ہیں جیسے ان کا دودھ پیتے ہو، گھی کھاتے ہو، گوشت کھاتے ہو اور ان پر سواری کرتے ہو وغیرہ وغیرہ۔

(تفسیر خازن، ج:3، ص:113)

رب تعالیٰ کی بے شمار اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں حاصل ہوتے ہوئے بھی انسان نعمتوں کی بے قدری کرتا ہے، ناشکری کرتا ہے، نعمتوں کو برباد کرتا ہے اور نقصان کرتا ہے۔

نعمتوں کی قدر کریں، قناعت پسندی اختیار کریں: جب انسان نعمتوں کی قدر نہیں کرتا تو پھر قدرت انتقام لیتی ہے، نعمتیں اُٹھا لی جاتی ہیں، چھین لی جاتی ہیں۔ اس کی بہت سی صورتیں ہوتی ہیں جیسے پیداواری میں کمی ہوجاتی ہے، نعمتوں کا انسانی پہنچ سے دور ہو جانا، نعمتوں کا زوال شروع ہوجانا وغیرہ وغیرہ۔ انسان چاہتا ہے کہ

رب کی دی ہوئی نعمتیں ہمیشہ اسی کے پاس رہیں لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی مرتبہ انسان اچانک یا دھیرے دھیرے نعمتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔عام طور پر زوالِ نعمت کا تجزیہ مادی (غیر روحانی) حوالے سے کیا جاتا ہے جبکہ ان نعمتوں کے زوال کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں۔

انسان کوتاہ بین ہے اسی لیے بالعموم وہ روحانی وجوہ پر غور نہیں کرتا۔قرآن مجید کے مطالعے سے نعمتوں کے زوال اور چھن جانے کے اسباب معلوم ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذْ تَـأَذَّنَ رَبُّـكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ. إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ.

وَقَـالَ مُـوسَى إِن تَكْفُرُواْ أَنتُمْ وَمَن فِيْ الْأَرْضِ جَمِيْعاً فَإِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ.

ترجمہ: اور یاد کرو تمہارے رب نے اعلان فرمایا کہ اگر تم میرا شکرادا کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔

اور موسیٰ نے فرمایا: (اے لوگو!) اگر تم اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب ناشکرے ہوجاؤ تو بیشک اللہ بے پرواہ، خوبیوں والا ہے۔

(سورہ ابراھیم: 14، آیت 7-8)

شکر کے فائدے: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔

شکر کی فضیلت اور ناشکری کی مذمت: آیت مبارکہ کی مناسبت سے یہاں شکر اور ناشکری کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جسے شکر کرنے کی توفیق ملی وہ نعمت کی زیادتی سے محروم نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ''

یعنی اگر تم میرا شکرادا کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔

جسے توبہ کرنے کی توفیق عطا ہوئی وہ توبہ کی قبولیت سے محروم نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ''

یعنی اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(سورہ، الشوریٰ: 42، آیت 25، درمنشور، ج: 5، ص 9)۔

مہنگائی کی آگ بے قابو، حکومت بے دم: ہوش ربا مہنگائی نے جینا حرام کردیا ہے، ہر چیز کی قیمت کو آگ لگی ہوئی ہے لوگوں کے منہ سے روٹی کا آخری نوالہ تک چھینا جارہا ہے، پھل، سبزی گھی، تیل، چینی، گوشت، ادویات، گیس سلنڈر، پٹرول، ڈیزل، بس وریل کرایہ وغیرہ سب کے سب مہنگے ہیں مگر کوئی لگام لگانے والا نہیں۔منافع خوروں سے کوئی پوچھنے والا نہیں، خود حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے غریب انسان غریب تر ہوتا جارہا ہے، معیشت تباہ ہوچکی ہے۔

مالیات اور کارپوریٹ کی مرکزی وزیر محترمہ نرملا سیتا رمن نے پارلیمنٹ میں اقتصادی سروے 2020-21 پیش کرتے ہوئے کہا کہ

غذائی مہنگائی میں ضرور کمی آنے کی اُمید ہے۔سروے میں کہا گیا ہے

کہ ان پابندیوں میں آئندہ بھی رعایت دیئے جانے کی امید ہے۔

اقتصادی سروے PIB DELHI 29 جنوری 2021 میں کہا گیا ہے کہ خاص کر کووڈ-19 وبائی مرض کے سبب اشیا کی سپلائی میں رکاوٹ آنے سے ریٹیل مہنگائی پر بُرا اثر پڑا ہے۔ مہنگائی میں درج کئے گئے کل اضافہ میں غذائی اشیا کی قیمت میں اضافہ کا بہت زیادہ رول رہا ہے۔ قیمتوں میں ہورہے مسلسل اضافہ کو قابو میں رکھنے کے لئے اُٹھائے گئے مختلف قدموں کا ذکر کرتے ہوئے اقتصادی سروے میں کہا گیا ہے کہ قیمتوں کے استحکام کے فنڈ (پی ایس ایف) اِسکیم کو مؤثر طریقے سے نافذ کیا جارہا ہے وغیرہ وغیرہ۔
حکومتوں کی اسکیموں اور اعلانات کو سمجھنے کے لیے بڑا دماغ ہونا چاہیئے ''گِلی رِگلی چُھو اور گُول گھر'' کی طرح گھومتے رہیں والی مثال ہے۔

قناعت پسندی کے ذریعے مہنگائی سے لڑیں: مہنگائی ایک ایسا لفظ ہے جس کے متعلق جب بھی پڑھا ہے یہی پڑھا ہے کہ مہنگائی بہت بڑھ رہی ہے۔ تاریخ میں شاذ و نادر ہی ایسا ہوا ہے کہ مہنگائی کم ہونے کے متعلق کوئی بات ملتی ہو۔ دورحاضر کی مہنگائی تو ایک ریکارڈ توڑ مہنگائی ہے۔ پچھلے چند برسوں میں ہی روز مرہ کے استعمال کی چیزوں کی قیمتیں آسمان چھورہی ہیں، غریبوں اور مڈل کلاس کے لوگوں کا حال ابتر ہے کچھ تو ایسی بھی چیزیں ہیں جن کی قیمتیں تقریباً دُگنی یا دُگنی سے بھی زیادہ ہوگئی ہیں۔ اس ہوش ربا مہنگائی نے جہاں غریب طبقہ کے منہ اور نوالہ کے بیچ میں بہت دوری بڑھادی ہے، وہیں مڈل کلاس طبقہ کی کمر بھی توڑ کر رکھ دی ہے۔

بڑھتی ہوئی مہنگائی کا اثر ظاہر سی بات ہے کہ یہی ہوگا کہ معیشت کمزور، زوال پذیر ہوگی ہندوستانی روپیے کی قیمت کم ہوگی وغیرہ وغیرہ اور یہ آپ سب دیکھ رہے ہیں کہ ہماری کرنسی کی کیا حالت ہے۔ حالات کی ستم ظریفی دیکھئے اس ظالم مہنگائی کے دور میں کورونا نے بھی اپنے ظلم کی داستان لکھ دی اور حد تو تب ہوگئی جب بغیر پلاننگ طویل لاک ڈاؤن لگا دیا گیا، لاک ڈاؤن کی مار سے نکل بھی نہیں پائے تھے کہ پھر کرونا کے نئے وائرس ''اومی کرون'' نے بچی کھچی انرجی کو ختم کردیا اور غریبوں کے فقر وفاقہ کے درد کو مزید گہرا کردیا۔
اس تمہید سے مراد صرف اس دور کا ایک خاکہ یا ایک جھلک پیش کرنا مقصد ہے جس میں ہم جی رہے ہیں، اس لیے کہ معاشی طور پر یہ نہایت سخت، پرآشوب اور چیلنج سے بھرا دور ہے۔

اسلام میں قناعت کی تعریف و اہمیت: قناعت کا لغوی معنیٰ قسمت پر راضی رہنا۔

(1) حضرت محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
''قناعت یہ ہے کہ انسان کی قسمت میں جو رزق لکھا ہے اس پر اس کا نفس راضی رہے۔''

(2) اگر تنگدستی ہونے اور حاجت سے کم ہونے پر صبر کیا جائے تو اسے بھی ''قناعت'' کہتے ہیں۔

رب تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَى وَأَقْنَى.
ترجمہ: اور یہ کہ وہی ہے جس نے غنی کیا اور قناعت دی۔
(سورہ نجم:53، آیت 48)

یعنی اللہ تعالیٰ ہی لوگوں کو مال و دولت سے نواز کر غنی کرتا ہے اور

قناعت کی نعمت سے نوازتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج 9: ص،256)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پرہیزگار، قناعت پسند اور گمنام بندے کو پسند فرماتا ہے۔''

(نجات دینے والے اعمال کی معلومات، ص:76)

قربان جایئے اسلامی تعلیمات پر کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بنی نوعِ انسان کو پیش آنے والے سارے مسائل وحالات کا حل نہایت ہی آسان انداز میں بتلا دیا گیا ہے۔ مذہب اسلام کی انہیں جاوداں تعلیمات میں سے ''قناعت'' پسندی بھی ایک تعلیم ہے۔ ویسے تو قناعت پسندی امت مسلمہ کے لئے ہر دور میں، ہر حال میں ایک نہایت ہی پسندیدہ اور ضروری شئے رہی ہے، لیکن اس جدید دور میں انسان جن نئے معاشی مسائل سے دوچار ہے ان سے نمٹنے کے لیے قناعت پسندی اک نسخۂ اکسیر ہے، ایک کیمیا گری ہے جو مہنگائی اور انسان کی معیشت، اقتصادیات سے جڑے سارے مسائل کو تھوڑے ہی عرصے میں حل کر دیتی ہے، کافور کر دیتی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ''قناعت'' کی تعریف شرعی اصطلاح میں یوں کرتے ہیں:

''بندے کا دل زیادہ کی تمنا کر رہا ہو اس صورت میں بھی وہ جو تھوڑا ملا ہے اس پر راضی ہو جائے، اور جو اس کو نہیں ملا ہے اس پر وہ ماتم نہ کرے اور جو ملا ہے اس سے بے نیازی برتے۔''

رحمتِ عالم ﷺ کی حیات پاک میں جہاں ایک طرف قناعت کی بے مثال روشن مثالیں موجود ہیں، وہیں مختلف احادیث مبارکہ انسانی زندگی میں قناعت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خوش نصیب ہے وہ جو شخص اسلام لایا اور ضرورت بھر سامان رکھتا ہے اور جو کچھ اللہ نے اس کو دیا ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔

(مسلم شریف)

آج کل ہمارے معاشرے سے قناعت پسندی کی دولت اپنا بوریا بستر اباندھ کر ہم سے رخصت ہو چکی ہے۔ ہم قناعت پسندی کے بجائے دکھاوے کے لیے بے دریغ فضولیات میں اپنی دولت پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ ذرا ہمارے معاشرے کی شادی بیاہ کی تقریبات ہی دیکھ لیجئے۔ کس قدر رزق کی بربادی ہو رہی ہے۔ کئی کئی قسم کے کھانے ہم اپنی نمائش میں ان محفلوں کے اندر سجاتے ہیں۔ کھڑے ہو کر لوگ ہر ڈش اور کھانے کے ہر اسٹال سے اپنی پلیٹ میں کچھ نہ کچھ نکال لیتے ہیں۔ ذائقہ لینے کے لیے تھوڑا تھوڑا سا چکھتے ہیں اور پھر سارا کا سارا کھانا ڈسٹ بن میں ڈال دیتے ہیں۔ رزق کی اتنی بے قدری شاید ہی کسی زمانہ میں رہی ہو۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ جب ہم اللہ کے دیئے ہوئے رزق کی بے حرمتی کریں گے تو یہ رزق نہ صرف یہ کہ ہماری دسترس سے باہر ہو جائے گا بلکہ اس رزق کی برکتیں بھی ہم سے اٹھالی جائیں گی۔ اس لیے خدارا رزق کی بربادی کرنے سے بچیں اور دوسروں کو بھی باز رہنے کی تلقین کریں۔ قناعت اختیار کریں۔ اللہ پاک ہمیں قناعت جیسی اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کی اور اس پر عمل کر کے ہوش ربا مہنگائی سے لڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نعت ومنقبت

از۔ڈاکٹر وصی مکرانی واجدی، بانی وصدر ''کائنات سخن''،ملنگو اضلع سرلاہی، نیپال

نعت پاک

جو درد بانٹتے تھے مسیحا بنا دیا
کس کس کو کیا سے آپ نے کیا کیا بنا دیا

بوجہل اسی فکر میں گھٹ گھٹ کے مر گیا
کیسے نبی نے چاند کو ٹکڑا بنا دیا

دل میں خیال شوق حضوری کو دیکھ کر
کعبہ کو رب نے آپ کا قبلہ بنا دیا

جس کی مثال ہو نہ کسی کائنات میں
رب نے مرے رسول کو ایسا بنا دیا

یہ انتہائے ربطِ محبت کی ہے مثال
روضہ کو تیرے کعبے کا کعبہ بنا دیا

آیا جو بارگاہ رسالت مآب میں
دیوانہ تھا، حضور نے دانا بنا دیا

آقا کی بات چھوڑیئے،ان کے غلام نے
اک چشم التفات میں کیا کیا بنا دیا

یہ ان کے اختیار کی ادنیٰ مثال ہے
جیسا جسے حضور نے چاہا بنا دیا

یہ شان امتیاز کریمی تو دیکھئے
جیسا جسے حضور نے چاہا بنا دیا

ان کی نگاہ فیض کا کیا پوچھنا وصؔی
قطرے پہ پڑ گئی ہے تو دریا بنا دیا

منقبت

جس نے بھی دیکھا ہے چہرہ حجۃ الاسلام کا
بس گیا اس دل میں جلوہ حجۃ الاسلام کا

حسن کی وہ جاذبیت،علم کا فضل وکمال
دیکھنے والا ہے شیدا حجۃ الاسلام کا

آپ نے جس کو پڑھا کر مفتئ اعظم کیا
کیا یہ کچھ کم تھا کرشمہ حجۃ الاسلام کا

جس کا بیٹا ہو مفسر اعظم قرآن ہند
مرتبہ پھر ہوگا کیسا حجۃ الاسلام کا

فیض پاکر جو مجاہد وقت کا اپنے بنا
تھا وہ اک سچا خلیفہ حجۃ الاسلام کا

دیکھنے والے کہا کرتے تھے،اکثر دیکھ کر
دوسرا ہم نے نہ دیکھا حجۃ الاسلام کا

حضرت ریحان وسبحان اور یہ احسن رضا
پھول ہیں کس کے چمن کا؟ حجۃ الاسلام کا

اعلیٰ حضرت کے مشن کا ذکر جب ہوگا کہیں
نام اس میں ہوگا پہلا حجۃ الاسلام کا

جب فروغ مسلک احمد رضا کی بات ہو
غیر ممکن، ہو نہ چرچا حجۃ الاسلام کا

اے وصؔی میرا وہ مرشد ہے،زمانہ فخر سے
کہتا ہے کہ ہے نواسہ حجۃ الاسلام کا

مسئلہ حجاب ہے یا کچھ اور؟

از۔مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی، روشن مستقبل دہلی

کرناٹک کے شہر ''اڈوپی'' سے اٹھا حجاب تنازعہ ان دنوں پورے ملک میں چھایا ہوا ہے۔ ہائی کورٹ میں سنوائی پوری ہوچکی ہے اور فیصلہ بھی سنایا جاچکا ہے۔اس تنازعے کے دوران بہت کچھ ایسا بھی دیکھنے کو ملا جس کی شاید بہت سارے لوگوں کو امید نہیں رہی ہوگی لیکن ہمیں اندازہ تھا کہ'' ہندتوا'' کی نئی تجربہ گاہ بنی ریاست کرناٹکا میں یہ معاملہ آسانی سے حل نہیں ہوگا بلکہ اسے ملکی سطح کا ایشو بنایا جائے گا، جیسا خدشہ تھا ویسا ہی ہوا۔ کرناٹک حکومت، سنگھی میڈیا اور متعصب برادران وطن کی کرم فرمائیوں سے یہ معاملہ اب حجاب سے کئی قدم آگے بڑھ چکا ہے۔اور اب تو کرناٹک ہائی کورٹ اس حساس معاملے پر حجاب مخالف فیصلہ سنا کر یہ کہہ چکا ہے کہ حجاب اسلام کا لازمی جز نہیں۔

مسئلہ صرف حجاب کا نہیں ہے: آج بھلے ہی اسکول یونیفارم کے نام پر حجاب و برقع پہننے سے روکا جارہا ہے لیکن بات صرف اسکول کیمپس یا کلاس روم میں حجاب پہننے ہی کی نہیں ہے، بلکہ اس سے کہیں آگے اس نظریے کی ہے جو ہر ایسی چیز کی مخالفت کرتا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کا شعار و پہچان مانی جاتی ہے۔

زیادہ دن نہیں گزرے جب فلم انڈسٹری سے تعلق رکھنے والی دو مسلم اداکاراؤں، ثنا خان اور زائرہ وسیم نے شوبز کی گناہوں سے بھری دنیا کو خیر آباد کہا اور بے حیائی کی دنیا چھوڑ کر حیا و شرم کی چادر سے خود کو ڈھانپ لیا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے فیصلے کا احترام کیا جاتا مگر فلم انڈسٹری، متعصب میڈیا اور تنگ نظر لبرلوں نے زائرہ اور ثنا کی آڑ میں اسلام اور علما پر نشانہ سادھنا شروع کردیا۔کتنی حیرت کی بات ہے کہ جو لوگ Demaand of script کے نام پر اداکاراؤں کو برہنہ ہونے پر مجبور کرتے ہیں، اجنبی مردوں کے ساتھ intimate scene کراتے ہیں وہی بے حیا لوگ اپنی مرضی سے پہنے گیے مہذب لباس پر اعتراض کر رہے تھے۔ایک طرف یہی لوگ Right to privacy کے نام پر لڑکیوں کو ماڈل، ائیر ہوسٹس اور اداکارہ بنا کر ان کے جسم کو نمائش کا ذریعہ بناتے ہیں لیکن جیسے ہی کوئی اس بدنام زمانہ کام کو چھوڑ کر عزت دارانہ زندگی جینے کا فیصلہ کرتا ہے تو فوراً ہی لبرل گینگ اس کے خلاف مورچہ کھول دیتا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ یہ گینگ اسی وقت سرگرم ہوتا ہے جب کوئی اداکار/اداکارہ اسلام کے دامن میں پناہ لے، اگر کوئی ہندو دھرم کا چولہ پہن لے تو یہ اسے بڑی عزت و احترام سے یاد کرتے ہیں۔تاریخ میں ایسے کئی اداکار/اداکارائیں گزری ہیں جنہوں نے شوبز کی دنیا چھوڑ کر سادھو واد اختیار کیا تو لبرل گینگ نے اسے ان کی روحانیت قرار دیا لیکن اسلام اپنانے کی صورت میں یہی چیز دقیانوسیت قرار دی جاتی ہے۔

موجودہ تنازع اور اعتراضات: یہ تنازع اڈوپی شہر کے ایم جی ایم کالج سے شروع ہوا جہاں کچھ مسلم بچیوں نے نہایت سمجھ داری اور پروٹوکول کے ساتھ پرنسپل سے مل کر کلاس روم میں حجاب پہننے کی اجازت مانگی۔ پرنسپل صاحب نے واضح طور پر انکار تو نہیں کیا لیکن پہننے کی اجازت بھی نہیں دی۔ مطالبہ بڑھتا گیا تو کالج انتظامیہ نے ظاہری رواداری کا چولہ اتار کر باقاعدہ حجاب پر پابندی عائد کردی۔ زبانی پابندی پر تسلی نہیں ہوئی تو باحجاب بچیوں کو اسکول آنے اور کلاس اٹینڈ کرنے سے روک دیا گیا۔ شروع میں بچیوں کے والدین نے مفاہمت کے لیے کالج انتظامیہ سے بات چیت کی اور انہیں سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کالج انتظامیہ نے کسی بھی طرح کی چھوٹ دینے سے صاف انکار کردیا۔ عاجز آ کر بچیوں کے والدین ہائی کورٹ پہنچے اور کورٹ سے حجاب پہننے کی اجازت مانگی۔ ہائی کورٹ نے اس معاملے کو تین ججوں کی بڑی بینچ کو ریفر کردیا جہاں سنوائی مکمل ہونے کے بعد حجاب کے خلاف فیصلہ سنا دیا گیا اور اب یہ معاملہ سپریم کورٹ پہنچ چکا ہے۔

میڈیا کی جانب دارانہ رپورٹنگ اور حکمراں بی جے پی لیڈروں کے اشتعال انگیز بیانات نے اسے فرقہ وارانہ ایشو بنا دیا۔ جیسے ہی یہ مدعا سرخیوں میں آیا تو فرقہ پرستوں کے ساتھ ساتھ لبرل گینگ بھی میدان میں اتر آیا۔ اب حجاب پر کچھ اس طرح کے اعتراض کیے جا رہے ہیں:

1۔ من چاہے لباس کا مطالبہ اسکول یونیفارم کی خلاف ورزی ہے۔

2۔ حجاب خالص مذہبی لباس ہے اس سے مذہبی کشاکش بڑھے گی۔

3۔ حجاب کا مطالبہ اسکول انتظامیہ کے اختیارات میں دخل اندازی ہے۔

4۔ حجاب کی آڑ میں مسلم تہذیب کو مسلط کرنا ہے۔

حجاب اور دستور ہند: حجاب اور پردہ خالص اسلامی احکام میں سے ہیں۔ سورہ نور کی آیت نمبر 31 اور 60 جبکہ سورہ احزاب کی آیت نمبر 53 اور 59 میں احکام پردہ نازل ہوئے ہیں۔ جن کی رُو سے ایک مسلمان خاتون کو اجنبی مردوں کے سامنے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے پردہ وحجاب ہمارے لیے قرآنی ہدایات میں سے ہے جس پر عمل کرنا ہمارے لیے لازم وضروری ہے۔ مسلمانوں کو اس سے روکنا ان کا شرعی حق پامال کرنا ہے۔ اگر دستور ہند کی روشنی میں دیکھا جائے تو دستور کی دو دفعات بھی مسلم خواتین کو حجاب و پردے کا حق دیتی ہیں، ان میں سے ایک ہے:

Right to privacy

اور دوسری ہے:

Right to Religion

دونوں حقوق دستور ہند کی دفعہ 14 اور دفعہ 25(1) کے تحت ہر ہندوستانی کو حاصل ہیں۔ ایسے میں یہ سوال پوری شدت سے اٹھایا جانا چاہیے کہ بنیادی حق ہوتے ہوئے بھی کسی تعلیمی ادارے کو یہ اختیار کس نے دیا کہ وہ یونیفارم کے نام پر کسی سے اس کی پرائیویسی اور مذہبی آزادی کے خلاف لباس پہننے پر مجبور کر سکے۔ ممتاز قانون داں پروفیسر فیضان مصطفیٰ کہتے ہیں:

”اسکول کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا کوئی ڈریس کوڈ طے کرے لیکن اسے طے کرنے میں وہ کسی کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔“

حالیہ تنازع میں حکومت و انتظامیہ نے دوطرفہ ناانصافی سے کام لیا ہے، ایک طرف مسلمانوں کے مذہبی حقوق میں دخل

اندازی کی ہے تو دوسری طرف دستوری آزادی کو بھی چھیننے کی کوشش کی گئی ہے۔

رہا دوسرا اعتراض کہ حجاب و برقع سے مذہبی کشا کش بڑھے گی، یہ اعتراض سن کر ہنسی آتی ہے کہ یہ اعتراض وہ لوگ کر رہے ہیں جنھوں نے پورے ایجوکیشن سسٹم کو اپنے مذہبی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ تعلیم شروع ہونے سے پہلے سرسوتی دیوی کی پرارتھنا، ہندو بچے/بچیوں کا تِلک اور بندی لگانا۔ سکھ بچوں کا پگڑی پہننا، مختلف تقریبات میں ہندو مذاہب کے دیوی دیوتاؤں کے پروگرام کرانا، ان کے سوانگ پر مشتمل ناٹک کرانا، بچوں کو رام، بھیم، ہنومان بنانا۔ ہولی، دیوالی وغیرہ کو سیلی بریٹ کرنا، کسی کلاس وغیرہ کے افتتاح پر ناریل پھوڑنا، ہندوانہ منتر پڑھنے جیسے کام بالکل عام اور رائج کر دئے گیے ہیں۔ کیا یہ سارے امور کسی ایک خاص مذہب کی نشانی اور پہچان نہیں ہیں؟

مسلمانوں نے تو آج تک یہ اعتراض نہیں کیا کہ کسی ایک کمیونٹی کے مذہبی امور اسکول میں کس لیے ادا کیے جاتے ہیں مگر مسلمان بچیوں نے صرف اپنے لیے حجاب کا مطالبہ کر دیا تو آج سب کو مذہبی کشاکش کا ڈر ستا رہا ہے؟

بقیہ دو اعتراضات بھی لایعنی ہیں، جب اسکول انتظامیہ کو کسی کے Fundamental Rights کی خلاف ورزی کا حق ہی نہیں ہے تو اپنے حقوق کا مطالبہ اسکول انتظامیہ کے اختیارات میں دخل اندازی کس طرح مانا جا سکتا ہے؟

چوتھے اعتراض کا جواب بھی دوسرے اعتراض کے جواب میں پوشیدہ ہے کہ حقیقتاً تعلیمی نظام پر ہندو سماج کے رسم و رواج کا غلبہ ہے، کسی مسلم بچی کا حجاب یا مسلم لڑکے کا ٹوپی پہننا ان کا ذاتی عمل ہے۔ کسی غیر مسلم لڑکے/لڑکی پر اسے تھوپا نہیں جا رہا ہے کہ مسلم تہذیب مسلط کرنے کا الزام لگایا جا سکے۔

حکومت کی بدنیتی اور فرقہ پرستوں کی شرانگیزی:

پچھلے کچھ وقت سے کرناٹک ہندتوا کی نئی تجربہ گاہ بنتا جا رہا ہے۔ ایک زمانے میں کرناٹک کی پہچان یہاں کی تعلیم اور تعلیمی اداروں سے ہوا کرتی تھی لیکن جب سے بی جے پی کو سیاسی عروج ملا تب سے اس ریاست میں فرقہ واریت کا زہر بڑھتا جا رہا ہے۔ حالیہ تنازع بھی اسی فرقہ واریت کا ایک نمونہ ہے۔ یہ معاملہ مسلم بچیوں اور کالج انتظامیہ کے درمیان تھا، غیر مسلم طلبہ اور سیاسی پارٹیوں سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں تھا لیکن اسے حکومت کی بدنیتی اور مسلم دشمنی نہ کہیں تو کیا کہیں کہ اس کے ایک وزیر نے مطالبہ حجاب کو طالبان سے جوڑ کر فرقہ واریت پھیلانے اور حجاب کے جواب میں ہندو طلبہ کے بھگوا گمچھا/شال پہننے کی دھمکی دے ڈالی۔ اس دھمکی کے اگلے ہی دن ہندو لڑکے لڑکیوں نے بھگوا شال پہننا اور بھڑکاؤ نعرے بازی کرنا شروع کر دی۔ سوشل میڈیا پر ایسے کئی ویڈیو وائرل ہوئے جہاں فرقہ پرست تنظیموں کے کارکنان بھگوا شالوں کا پیکٹ لیکر کالج پہنچے اور ہندو طلبہ میں یہ گمچھے تقسیم کئے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بچے اور ان کے والدین اس معاملے میں کیوں ٹانگ اڑا رہے ہیں؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہندو دھرم میں بھگوا گمچھا/شال پہننے کا رواج ہی نہیں ہے اس لیے محض مسلمانوں کی ضد میں یہ سب کرنا صرف اور صرف مسلم دشمنی کا اظہار ہے۔

دوسری بات یہ کہ ہمیں ہندو بچوں کے بھگوا گمچھے اور

شال پہننے سے کوئی دقت نہیں ہے، ضد میں ہی سہی کم از کم ان لڑکیوں کے کندھوں پر چھوٹا موٹا حجاب تو آ ہی گیا۔ اگر وہ یہ لباس پہننا چاہیں تو شوق سے پہنیں، کسی مسلمان کو کوئی اعتراض نہیں، بلکہ اگر وہ قبول کریں تو مسلم طلبہ خود انہیں یہ شالیں اور گچھے گفٹ کر سکتے ہیں۔ دقت ہندو بچوں کے اس رویے سے ہے جو انہوں نے ''مانڈیا کالج'' میں دکھایا جب ''مسکان'' نامی برقع پوش مسلم لڑکی کو تنہا دیکھ کر اسے گھیر لیا گیا اور چڑھانے/ ہراساں کرنے کے لیے جے شری رام کے نعرے لگائے۔ شر پسندوں کے اس جھنڈ نے مسکان کو ڈرانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس باہمت لڑکی نے ان غنڈوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کی غنڈئی کے جواب میں ''اللہ اکبر'' کا نعرہ بلند کر کے اپنے آہنی جذبات اور مومنانہ غیرت کا اچھا مظاہرہ کیا۔

یہ کون سا دھرم ہے؟: ملک کا ہر امن پسند شہری یہ ویڈیو مناظر دیکھے اور بتائے کہ اکیلی لڑکی کو دیکھ کر اسے گھیرنا، بے ہنگم نعرے بازی کرنا، اپنے بھگوان کا نام لیکر کسی لڑکی پر حملہ آور ہونا کون سا دھرم اور کہاں کی تہذیب ہے؟ فرقہ پرست تنظیمیں آئے دن جس عظیم تہذیب کی ڈینگیں مارتی ہیں کیا وہ یہی تہذیب ہے؟ اس معاملے کا سب سے افسوس ناک پہلو حکومت کی مجرمانہ چشم پوشی رہی، اس نے سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کسی شر پسند پر کوئی کاروائی نہیں کی۔

حکومت اور اس کی حلیف تنظیمیں اپنے مفسدانہ ایجنڈے کے لیے اسکول کالج کے لڑکے/لڑکیوں کو استعمال کر رہی ہیں جس کا نتیجہ ان بچوں کی تعلیمی بربادی کی صورت میں آئے گا۔ اس لیے ان بچوں کے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو شر پسندوں کا آلہ کار بننے سے روکیں ورنہ ان بچوں کی تعلیم بھی برباد ہوگی اور مستقبل بھی۔

عوامی جذبات کا استعمال کرنے والے لیڈر کبھی اپنے بچوں کو ایسے مواقع پر سامنے نہیں لاتے ہمیشہ غریب، دبے کچلے اور جذباتی لوگوں کا استعمال کیا جاتا ہے اور کام نکلنے کے بعد بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے۔

کورٹ کا فیصلہ: پہلے پہل یہ معاملہ ہائی کورٹ گیا تھا جہاں اسے تین ججوں کی بڑی بینچ کو ریفر کر دیا گیا۔ تینوں ججوں نے خاصی توجہ کے ساتھ گیارہ دن تک فریقین کے دلائل سنے۔ دوران شنوائی ایک موقع ایسا بھی آیا جب حکومت کی نیت کا کھوٹ اور اس کی منشا صاف ظاہر ہوگئی۔ چیف جسٹس نے حکومت کے وکیل سے پوچھا:

''اگر کالج انتظامیہ لڑکیوں کو حجاب پہننے کی اجازت دے دیتی ہے تو حکومت کو تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟''

اس پر حکومت کی پیروی کر رہے ایڈووکیٹ جنرل نے جواب دیا کہ یہ وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔ یعنی حکومت کی نیت اس معاملے میں صاف نہیں ہے۔ وہ اس معاملے میں کالج انتظامیہ کی آڑ میں چھپ رہی ہے ورنہ حجاب کے مسئلے پر خود حکومت کی منشا اچھی نہیں ہے۔ حکومت کی نیت کا فساد تو اس وقت بھی ظاہر ہو گیا تھا جب ایک عبوری حکم کی آڑ لیکر مسلم استانیوں تک کو حجاب اتارنے پر مجبور کیا گیا۔ حکومت کا اقلیتی محکمہ اظہار وفاداری میں اتنا تیز نکلا کہ اس نے مسلم اداروں تک میں بھی

حجاب پر پابندی نافذ کر کے اپنی ضمیر فروشی کا کھلے بندوں اظہار کرنے میں ذرہ برابر شرمندگی محسوس نہیں کی۔

اب سب کی نگاہیں کورٹ کے فیصلے پر جمی ہوئی تھیں مگر کورٹ نے نہ جانے کن دلائل کی بنیاد پر حجاب موافق لڑکیوں کی عرضی کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا کہ حجاب اسلام کا لازمی جز نہیں اور ہر تعلیمی ادارے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے یہاں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات کے لیے خاص ڈریس متعین کرے جس کی پابندی ہر اس طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ جو اس میں داخلہ لیتا ہے۔ کورٹ کے اس فیصلہ سے مسلم دنیا میں بے اطمینانی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی اور اب مقدمہ لڑنے والا یہ مسلم فریق کرناٹک ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ جا چکا ہے جہاں سے بعید ہے کہ کرناٹک ہائی کورٹ کے مذکورہ فیصلہ سے ہٹ کر کوئی اور فیصلہ آئے۔ حجاب مقدمہ کا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو بابری مسجد اور تین طلاق سے متعلق مقدمہ کا ہوا۔ کیونکہ گذشتہ کچھ عرصہ سے جس طرح مسلم مسائل پر جانب دارانہ فیصلے آئے ہیں اس کی وجہ سے مسلمان شکوک وشبہات کا شکار ہیں۔ اگر سپریم کورٹ کا فیصلہ بابری مسجد فیصلے کی طرح ہوا تو یہ مسلمانوں کے لیے بے حد پریشان کن اور نئی مشکلات پیدا کرنے والا ہوگا۔ اس ممکنہ فیصلے کی آڑ لیکر بی جے پی اور آر ایس ایس کی حلیف جماعتیں جو طوفان بدتمیزی برپا کریں گی اس کی ایک جھلک مانڈیا کالج میں نظر آ چکی ہے۔ موافق فیصلہ آنے کے بعد تو ان سے کسی شرافت کی امید ہی نہیں کی جا سکتی۔

اس فیصلے کا اثر صرف کرناٹک ہی نہیں بلکہ پورے ملک پر پڑے گا۔ شر پسند گروہ اسی بہانے فتنہ وفساد کا نیا محاذ کھول دیں گے۔ ابھی صرف اسکول/ کالج کا معاملہ ہے مگر شر پسند گروہ آگے چل کر عوامی مقامات پر بھی حجاب و برقع پر فتنہ انگیزی کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھیں گے۔ حالیہ تنازع میں اس بات کا خدشہ بھی بنا ہوا ہے کہ حجاب کے حق میں فیصلہ ہوا تو کیا حکومت وانتظامیہ ایمان داری کے ساتھ اس فیصلے کو نافذ بھی کریں گے یا نہیں؟

آزاد بھارت میں ایسی کتنی مثالیں موجود ہیں جب ایسے قوانین اور فیصلوں کو ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا گیا جن کے نفاذ سے مسلمانوں/ اقلیتوں کی بھلائی وابستہ تھی، یا جن کے نفاذ سے اکثریت کی ناراضی کا خدشہ تھا یا ان کے بڑے چہروں کے زد میں آنے کا امکان ہوسکتا تھا۔

حالیہ تنازع میں کرناٹک حکومت کا رویہ معاندانہ ہی رہا ہے، اس لیے مسلم تنظیمیں ابھی سے آگے کی قانونی تیاری کر کے رکھیں اور سپریم کورٹ میں اس معاملہ کو مضبوطی کے ساتھ لڑیں کیونکہ اگر سپریم کورٹ سے بھی حجاب مخالف فیصلہ آتا ہے تو پورے ملک میں باحجاب خواتین کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی شروع ہو جائے گا اور اسکول کالج تو چھوڑیئے، حکومتی دفاتر، بینک، مال، ٹرین بس جیسے عوامی مقامات پر بھی ان باحجاب خواتین کا آنا جانا مشکل بنا دیا جائے گا۔

مسلم خواتین کی عصمت پر شیطانی ٹولے کی یلغار

از۔مفتی انصار احمد مصباحی، پونے

بی جے پی کے اقتدار پر (2014ء میں) آتے ہی بھارت میں اسلاموفوبیا کی باڑھ آگئی۔ پہلے بھی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ سوتیلے اور متعصّبانہ رویوں کے واقعات ہوئے، لیکن آر ایس ایس نواز زعفرانی پارٹی کو حکومتی پاور ملتے ہی فرقہ پرستوں کے پر نکل آئے۔ ہجومی تشدد کے پے بہ پے واقعات، بابری مسجد کا غیر منصفانہ فیصلہ، سی اے اے اور این آر سی جیسے قوانین، کشمیر کے خصوصی قانونی 370 کی تنسیخ، فسادات اور شہروں کے مسلم ناموں کی تبدیلی جیسے واقعات اسی اسلام دشمنی کے عنصر کا داعیہ تھا۔ تازہ معاملہ مسلم طالبات کے حجاب کو لے کر سرخیوں میں ہے۔ کرناٹک کے کئی کالجوں میں طالبات کو حجاب پہن کر داخل ہونے سے روک لگا دی گئی ہے۔ کئی دنوں سے بچیاں احتجاج کر رہی ہیں۔ ہمارے ملکی لیڈران کی عاقبت نا اندیشی دیکھئے کہ ایک طرف حجاب پر پابندی کی وجہ سے پورے ملک میں تشدد کی صورت حال ہے، وہیں مدھیہ پردیش کے ریاستی وزیر اندر سنگھ پرمار نے یہ کہہ کر کرناٹک میں لگی آگ میں گھی ڈال دیا کہ ''مدھیہ پردیش میں اسکولوں میں حجاب پر پابندی لگانے پر ریاستی حکومت غور کر رہی ہے''۔ سچ ہے، جب عوامی جمہوریہ میں رنگ و نسل اور ''کام کام'' کی بجائے ''رام رام'' پر انتخابات ہوں تو یہی ہوتا ہے۔

مسلم خواتین کی تضحیک کا معاملہ: اس سے پہلے ''بُلی بائی'' اور ''سُلی ڈیلز'' جیسے ایپ بنا کر، سماجی اور صحافتی خدمات انجام دینے والی مسلم خواتین کی تضحیک کا معاملہ سامنے آیا۔ مسلم خواتین کی تضحیک کے اس سنگین جرم کی داغ بیل گذشتہ بقرعید ہی میں ڈالی گئی تھی۔ در اصل اس میں انتظامیہ، گورنمنٹ اور پولیس کی لاپرواہی بھی داخل ہے۔ 5 جولائی 2021ء کو ٹویٹر کھولا گیا تو متعدد مسلم خواتین کو معلوم پڑا کہ سوشل میڈیا پر ان کی تصویریں وائرل ہوئی ہیں، ان کی بولی لگائی جا رہی ہیں، کئی خریدنے والے تیار ہو گئے ہیں۔ کوئی جھاڑو پوچھے کے لئے خرید رہا ہے تو کوئی برتن دھونے کے لئے، یہاں تک کہ شب باشی کے لئے بھی کچھ ہوس پرستوں نے بولی لگائی۔ یہ سب دیکھ کر ان خواتین کے ہوش اڑ گئے۔ سرعام عصمت تار تار ہوتی دیکھ کر ان کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ یہ ایک طرح کی جعلی بولی تھی، جس میں کچھ خریدنا بیچنا نہیں تھا بلکہ اس کے ذریعہ ان خواتین کی اہانت مقصود تھی۔ مشہور صحافی عصمت آراء بھی انہیں متاثرین میں سے ایک تھیں۔ عصمت آراء ٹویٹ کرتی ہیں:

''سُلی ڈیلز کی طرح اس قابل نفرت بُلی ڈیلز میں مجھ سمیت بہت سی مسلم خواتین کا نام ہے۔ یہاں تک کہ نجیب کی والدہ کو بھی نہیں بخشا گیا۔ یہ انڈیا کے شکستہ نظام انصاف کا غماز ہے۔ کیا ہم خواتین کے لیے بھارت سب سے غیر محفوظ ملک بنتا جا رہا ہے؟

(بی بی سی اردو، 2/ جنوری 2022ء)

سُلی ڈیلز/بُلی بائی کیا ہے: یہ دونوں ایک طرح کے اپلیکیشن (App) تھے، جنھیں ٹویٹر سے کنٹرول اور چلایا جا رہا تھا۔ انھیں کھولتے ہی اوپر لکھا ہوتا تھا: "Find your SulliDeal" اوپن کرتے ہی ایک مسلم لڑکی کی قابل اعتراض تصویر سامنے آتی، ساتھ میں ٹویٹر ہینڈل اور کچھ بنیادی معلومات ہوتی تھیں۔ اس تصویر کے اوپر لکھا ہوتا: "Your SulliDeal of the day" پھر شر پسندوں کی جانب سے اس پر گھنونے تبصرے، فحش بازیاں اور گالم گلوج کا سلسلہ شروع ہوجاتا۔ یہی حال ''بلی بائی'' کا تھا۔ اب تک سو سے زائد خواتین کی تصاویر اپلوڈ کی جاچکی تھیں۔ یہ دونوں اپلیکیشن گٹ ہب (GitHub) میں تیار کیے گئے تھے۔

گٹ ہب (GitHub) کیا ہے؟: وکی پیڈیا میں گٹ ہب کی تعریف یوں ملی ہے:

''گٹ ہب (GitHub) سافٹ ویئر منصوبوں کے کوڈز وغیرہ رکھنے کے لیے ایک ویب بیسڈ خدمت ہے۔ گٹ ہب ذاتی سافٹ ویئرز کے لیے قیمتاً خدمات مہیا کرتا ہے''۔

آسان لفظوں میں کہوں تو اس سافٹ ویئر کی مدد سے ایپس (apps) اور سائٹس بنائی جا سکتے ہیں اور ان کو ترقی دی جا سکتی ہے۔ تفتیش کے بعد چند سنسنی خیز اور چونکانے والے حقائق سامنے آئے ہیں مثلاً:

(۱) متاثر ہونے والی ساری لڑکیاں یا عورتیں وہ تھیں، جو مودی حکومت پر صالح تنقیدیں کر چکی ہیں اور سوشل میڈیا اور سماجی کاموں میں ایکٹیو رہتی ہیں۔

(۲) خواتین کی تضحیک کے اس جرم میں ملوث ننانوے فیصد مجرمین کی عمر پچیس سال سے کم ہے۔

(۳) انھوں نے اپنے بچاو کے لئے کسی بھی طرح کی احتیاطی تدبیر یا سیکوریٹی نہیں برتی تھی۔

جہاں بھارت میں اسلاموفوبیا عروج پر ہے، اقوام عالم میں اسلام کے خلاف ماضی قریب کا نظریہ یکسر تبدیل ہوتا نظر آ رہا ہے۔ یہاں گردش ایام نے پہیا الٹا گھما دیا ہے۔ ثبوت کے طور پر چند شواہد پیش ہیں:

☆30/جنوری 2022ء کو کینیڈا کے وزیر اعظم "Justin Tredeau" نے ٹویٹ کر کے ایک بڑا اعلان کیا ہے۔ اسے پاکستان کے وزیر اعظم سمیت کئی عالمی لیڈروں نے ریٹویٹ کیا۔ جسٹن ٹریڈیو کہتے ہیں:

Islamophobia is unacceptable. We need to put an end to this hate and make our communities safer for Muslim Canadians. To help with that, we intend to appoint a Special Representative on combatting Islamophobia.

ترجمہ: اسلاموفوبیا نا قابل قبول ہے۔ ہمیں اس نفرت کو ختم کرنے اور کینیڈا کے مسلم باشندوں کے لیے اپنی کمیونٹیز کو محفوظ بنانے کی ضرورت ہے۔ ہم اس میں مدد کے لیے اور اسلاموفوبیا سے نمٹنے کے لیے ایک خصوصی نمائندہ مقرر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

☆اس سے دو ماہ قبل امریکہ میں برسر اقتدار ڈیموکریٹک پارٹی کی رکن الحان عمر نے، امریکی کانگریس میں اسلاموفوبیا پر پابندی کے تعلق سے قانون بنانے کی تجویز پیش کی تھی، جسے منظوری بھی مل گئی ہے، ''جو بائیڈن'' سمیت اس بل کا اکثریت نے خیر مقدم کیا تھا۔

☆ روسی صدر ولادیمیر پوتن نے 2021ء کی آخری پریس کانفرنس میں مبینہ طور پر کہا تھا:

''پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت کو آزادی اظہار نہیں کہا جاسکتا''۔

☆ ابھی کچھ دنوں پہلے فلپائن میں فوج کے ایک ڈپارٹمنٹ کو حجاب پہننے کی قانونی منظوری ملی ہے۔

یہ واقعات ''مشتے نمونہ از خروارے'' ہیں۔ زمینی حقیقت یہ ہے کہ مسلسل پروان چڑھنے والا اسلام مخالف نظریہ اور 9/11 کے بعد پوری شدت اختیار کر لینے والی تحریک پر اب سرد مہری طاری ہو رہی ہے۔ سام، دام، دنڈ، بھید سب حربے استعمال کر چکنے کے بعد اب اسلام مخالف طاقتیں دم توڑنے کے دہانے پر ہیں۔ ''الاسلام یعلو ولا یعلی''۔

جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا: وقت بھی کیا کیا گل

کھلاتا ہے! امریکہ اور یورپ نے دیکھ لیا کہ مسلمانوں کو ظلم واذیت سے زیر نہیں کیا جاسکتا۔ عراق اور افغانستان کی جنگیں درس عبرت بن گئیں ہیں، ظالم ظلم کر کے راہ فرار اختیار کر گئے، مظلوم جفا سہ کر فاتح و کامران رہا۔ انھیں بخوبی اندازہ ہوگیا کہ اسلام کا پودا جتنا کٹتا ہے، اتنا ہی ہرا ہوتا ہے۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ آج مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب ہے۔ روئے زمین کی مجموعی آبادی کا چوتھا حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ یہ دنیا کے ایک بڑے رقبے پر آباد ہیں۔ ۴۵/ملین مربع میل کا ایک چوتھائی حصہ ان کے قبضے میں ہے اور روئے زمین کے سرسبز وشاداب خطے ان کی سکونت میں ہیں، جنھیں تقریباً تمام قدیم تہذیبوں کا مرکز ومحور ہونے کا شرف حاصل ہے۔ عالم اسلام زمین کے ایک اہم اور وسیع رقبے پر مشتمل ہے جو قدرتی ذخائر سے مالا مال ہے۔ جنوبی خط استوا سے پھیلتے ہوئے وسط ایشیا میں ۵۵/ خطۂ ارض سے بھی زائد حصے اس کی قدرت وتصرف میں ہیں۔ مختلف آب وہوا کے تین منطقے مسلمانوں سے آباد ہیں۔ منطقۂ حارہ کا منتشر حصہ، منطقۂ صحراویہ اور منطقۂ متوسطہ ان کی تگ وتاز اور بود وباش کا مرکز ہے۔ اسی لیے عالم اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس خطے میں متنوع نباتات پائی جاتی ہیں اور زراعتی پیداوار کی نوع بنوع اقسام یہاں موجود ہیں۔ فوجی میدان میں اسلحہ کی طاقت کے اعتبار سے عالم اسلام گو بہت پیچھے ہے، لیکن افراد ووسائل کے لحاظ سے اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ عالم اسلام میں ترکی اور الجزائر سے لے کر افغانستان اور وسط ایشیائی ممالک تک جنگجو، طاقت آزما اور بہادر افراد کی کمی نہیں ہے۔

مغربی دنیا اب تک مختلف ذرائع سے سیاسی، سماجی، فوجی اور اقتصادی سطح پر مسلمانوں پر حاوی رہی ہے۔ لیکن ایک طرف مسلمانوں میں بیداری پیدا ہونے کے بعد انھیں یہ خوف لاحق ہوگیا ہے کہ اگر عالم اسلام کو کچھ لائق اور ژرف نگاہ قائد میسر آ گئے اور

انھوں نے اپنی بکھری قوتوں کا استعمال کرنا سیکھ لیا تو وہ دن دور نہیں جب کہ مغرب کی قیادت کا طلسم چکنا چور ہوکر بکھر جائے گا اور عالم اسلام قیادت و جہاں بانی کی نئی بلندیاں طے کرتا ہوا نظر آئے گا۔ دوسری طرف اہل مغرب کو خود اپنے ملکوں میں پیر تلے زمین کھسکتی نظر آرہی ہے، مسلمان پورے اسلامی تشخص اور تہذیبی شناخت کے ساتھ ہر میدان میں پورے یورپ و امریکہ میں اپنا وجود تسلیم کرا رہے ہیں۔

اس ہوش ربا تبدیلی پر یورپ اور امریکی کی کڑی نظر تھی۔ ان کی نگاہیں رشک سے زیادہ حاسدانہ اور معاندانہ تھی۔ شدید آپسی اختلافات کے باوجود، محض اسلام کے خلاف ہم خیال ہونے کے جذبے سے، یہودیوں کی ''صہیونیت''، عیسائی دنیا کی ''صلیبیت''، امریکہ کی ''سی آئی اے'' اور اسرائیل کے ''موساد'' کے درمیان ایک عملی اور خفیہ معاہدہ ہوگیا۔ اسلامی سیاست اور قیادت کی بیخ کنی کے لئے ''دہشت گردی'' نام کی ایک اصطلاح وضع کی گئی۔ اس برانڈ کے لیبل لگے ہوئے کچھ گروہوں کو کثرت سے مہلک ہتھیار سونپے گئے، ان کے مزاج اور منشا کے مطابق ریڈی میڈ حالات پیدا کیے گئے، انھیں مرضی کے ساز و سامان مہیا کیے گئے۔ اس درمیان مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں کو کثرت سے نشانہ بنایا گیا۔ پیغمبر اعظم ﷺ کی شان اقدس میں کھلے منہ گستاخیاں کی گئیں، ڈنمارک، فرانس اور اسپین، ہالینڈ وغیرہ سے آپ ﷺ کے خاکے اور کارٹونز شائع کیے گئے۔ مغربی ملکوں میں قرآن عظیم کی اہانتیں کی گئیں۔ انھی دنوں امریکہ کی کٹھ پتلی آل سعود حکومت کے ذریعہ روضہ رسول ﷺ کی منتقلی کے ارادے کی خبریں سرخیوں میں آ گئیں۔ برقع پر پابندی، داڑھی پر تنازع جیسے واقعات کثرت سے وقوع پذیر ہوئے۔ یہ سب کچھ "Everything is planed" کے ایک منشور کا حصہ تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بھارت میں موجودہ فرقہ پرستی اور بھید بھاو تاریخ کی سب سے اونچی سطح پر ہے۔ لیکن ایسے ملک مخالف عناصر کو آگاہ ہوجانا چاہیے کہ یہی کھیل یورپ اور امریکہ میں کھیلا گیا، برما میں کھیلا گیا، چین اور روس میں کھیلا گیا۔ سب کی عقلیں ٹھکانے پر آ گئیں۔ دنیا دیکھ چکی ہے کہ اسلام دبانے سے ابھرتا ہے، ظلم سے بڑھتا ہے، یہ وہ چراغ ہے، جس کی روشنی آندھیوں اور طوفانوں میں بھی تیز رہی ہیں۔ سنگھی مزاج حکومت کے کارندے پھونکوں سے اس کی لو کو مدھم نہیں کر سکتے۔

آج امریکہ، روس، سویزر لینڈ، فلپائن، اسپین اور چین سمیت بڑے بڑے ملکوں نے ہوش کے ناخن لے لیے ہیں۔ انھیں سمجھ میں آگیا ہے کہ مسلمانوں سے دوستی اور ان کی حمایت لینے ہی میں فائدہ ہے۔ جلد نہیں تو دیر ہی سہی، ہندوستان کے فرقہ پرست سنگھیوں کو بھی سمجھ میں آجائے گا۔ ابھی خدا نے رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے۔ وہ کب اپنی رسی کھینچ لے، کوئی نہیں کہہ سکتا۔

یہاں انصاف کی چکی ذرا دھیرے سے چلتی ہے
مگر چکی کے پاٹوں میں بہت باریک پستا ہے

عصمت دری کا ملزم

از۔الطاف حسین، کالم نویس وایڈوکیٹ جموں ہائی کورٹ

’’عالمی یوم خواتین‘‘ کی مناسبت سے دنیا بھر کے ساتھ ساتھ ہمارے وطن عزیز میں بھی تقاریب وسرگرمیوں کا اہتمام ہوا۔ اسی نسبت سے آج کے اِس کالم میں خواتین سے جُڑے اہم معاملہ کی طرف توجہ مبذول کرانے کی سعی کررہا ہوں۔جس معاملے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، اگرچہ اِس کے متاثرین کی شرح ہمارے معاشرے میں کم ہی ہے لیکن اِس سے جو گھرانے متاثر ہوتے ہیں، اُس کے اثرات نہ صرف زیادتی کرنے والے یا جس پر زیادتی کی گئی وہ سالہا سال متاثر ہوتے ہیں بلکہ اُن کی اولاد اوراُن کے حلقۂ اثر پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

خواتین کو جنسی استحصال وزیادتی سے محفوظ رکھنے کے لئے اگر چہ تعزیراتِ ہند کے علاوہ مخصوص طور پر بنائے گئے قوانین میں سخت سزائیں متعین کی گئی ہیں۔ اُن کے حقوق کے تحفظ کے لئے آئینِ ہند میں بھی خصوصی دفعات موجود ہیں لیکن ہمارے ملک میں خواتین کے ساتھ عصمت دری کے واقعات یومیہ بنیادوں پر لاکھوں کی تعداد میں رونما ہوتے ہیں، جن میں کثیر تعداد ایسی ہے جو رپورٹ نہیں ہوتی۔ پولیس تھانوں میں جو مقدمات اِس حوالے سے درج ہوتے ہیں، اُس میں متعدد ایسے بھی ہیں جو جھوٹ کی بنیاد پر بھی ہوتے ہیں، خیر سچ اور جھوٹ ثابت کرنا تو کورٹ کچہری کا کام ہے لیکن عصمت دری وجنسی زیادتی کے کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جن میں حالات وواقعات کو مدِ نظر رکھ کر کچھ رعایت کی ضرورت ہے۔

یہاں میں نام وجگہ اور کورٹ کی رازداری رکھتے ہوئے ایک مقدمے کا حوالہ دینا چاہوں گا۔معاملہ کچھ یوں ہے کہ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے، دوستی پیار میں بدلی اور شادی سے قبل ہی دونوں نے جنسی تعلقات بھی بنالئے جو کہ سراسر غلط، غیر شرعی، غیر قانونی اور ناجائز تھا جس کو کسی بھی صورت میں صحیح قرار دینے کی قطعی حماقت نہیں کی جاسکتی۔دلچسپ امر یہ ہے کہ بعدازاں لڑکا ایک اسکول میں ٹیچر بن گیا، اُس نے لڑکی سے شادی کرنے سے انکار کردیا۔لڑکی نے بے وفائی کرنے پر تھانے میں شکایت کی اور لڑکے پر 376 تعزیراتِ ہند کا مقدمہ درج ہوا اور گرفتاری ہوگئی۔ بعدازاں لڑکے کی عقل ٹھکانے آئی تو اُس نے اُسی لڑکی یعنی کہ مستغیثہ سے شادی کرلی، کورٹ میں لڑکی کے بیان پر ملزم جواب اُس کا خاوند ہے، کی ضمانت ہوگئی مگر ٹرائل چل رہی ہے۔اب اِن دونوں کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ بڑی بیٹی 9 سال کی ہے اور سب سے چھوٹی بیٹی 4 سال کی۔مقدمے کی ٹرائل چلتے دس سال سے زائد کا وقت ہو چکا ہے۔قانون کی نظر میں یہ ٹیچر دفعہ 376 کا ملزم ہے جبکہ عملی طور وہ مستغیثہ کا خاوند اور تین بیٹے بیٹیوں کا باپ بھی بن چکا ہے۔ دس سال کے مقدمہ کے دوران باقاعدگی سے ہر ماہ تاریخ پر حاضر ہونا، وکیل کی فیس وغیرہ جاری ہے۔اِس شخص سے جب اپنی اولاد یہ سوال کرتی ہوگی کہ ابو کورٹ کیوں گئے تھے، کیوں جارہے ہو، کیا جرم ہے، تو وہ باپ کیا جواب دے گا اور کس منہ سے دے گا۔اس شخص کے لئے اپنی اولاد کے سامنے بھی ایک عجیب وغریب سی صورت حال ہے۔اگرچہ شادی تو اِس شخص نے کرلی مگر ٹرائل کی وجہ سے میاں بیوی کے رشتے پر بھی کہیں نہ کہیں منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

ایسے درجنوں مقدمات ملک ہند کے متعدد صوبوں کے ساتھ صوبۂ جموں وکشمیر کی بھی متعدد کورٹ کچہریوں میں زیرالتوا ہیں اور ملک بھر کے اندر ہزاروں اس نوعیت کے مقدمات ہوں گے جس میں دفعہ 376 کے ملزم نے دوران تحقیقات مستغیثہ سے شادی کرلی مگر مقدمہ پھر بھی چل رہا ہے۔ ایسے مقدمات کا ٹرائل جاری رکھنا نہ صرف کورٹ کا قیمتی وقت برباد کرنے کے مترادف ہے، بلکہ اِس کا غلط اثر کئی افراد پر بھی پڑتا ہے۔ ایسی صورت حال کے لئے قانون میں ترمیم لازمی ہے اور قانون دانوں کو اِس متعلق سنجیدگی سے غوروفکر کرنا چاہئے۔

اس میں ایسا کیا جاسکتا ہے کہ ایسے ملزم پر مقدمہ ختم کرنے کی سخت شرائط رکھی جاسکتی ہیں، جیسے کہ مستغیثہ کے اکاؤنٹ میں کم سے کم مقرر کردہ رقم جمع کرائی جائے، ملزم اِس بات کی ضمانت دے کہ وہ مستغیثہ کا ہرطرح سے خیال رکھے گا اور اُس کے حقوق کی تلفی نہ کرے گا، ظلم وزیادتی نہ کرے گا اور نہ اُس کو ایسی کوئی بھی بات کہے گا جس سے اُس کی تذلیل ہو یا جذبات مجروح ہوں۔ مستغیثہ کی باوقار اور خوشحال زندگی کی ضمانت لیکر ملزم کیخلاف مقدمہ جلد خارج کرنے کے حوالے سے قانونی ترمیم پر غور کیا جاسکتا ہے تا کہ اگر ملزم ومستغیثہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا فیصلہ کرلیں تو پھر اُن کی اولاد پر اُن کی غلطی کا اثر سالہاسال تک نہ پڑتا رہے۔

8 مارچ کو ہرسال عالمی یوم جو دنیا بھر میں منایا جاتا ہے، کا مقصد خواتین کی اہمیت سے آگاہ کرنا اور لوگوں میں خواتین پر تشدد کی روک تھام کے لیے اقدامات کرنے کے لیے ترغیب دینا ہے۔ اس موقع پر ہمیں ایسے معاملات پر بھی غوروفکر کرنے اور اِن کا کوئی قابل قبول اور مثبت حل نکالنے کی سبیل کرنی چاہئے۔

ہمارے معاشرے میں صنف نازک کے ساتھ ایسی زیادتی نہ ہو، اُن کے خلاف جرائم نہ ہوں اس کے لئے ہمیں اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ مذہبی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کی بھی ضرورت ہے تا کہ وہ شروع سے ہی ایسی سوچ اور برائیوں سے دور رہیں۔ دین اسلام نے خواتین کو جو مقام ومرتبہ عطا کیا ہے، اُس کی نظیر دُنیا میں کہیں نہیں ملتی، خواتین کے حقوق پر تو مغرب میں بیسویں صدی کے آغاز سے باتیں ہونا شروع ہوئیں لیکن اسلام نے چھٹی صدی عیسوی میں خواتین کے تقدس اور حقوق کا جو تصور پیش کرنے کے ساتھ عملی مظاہرہ کیا وہ ہمیشہ کے لئے تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جاتا رہے گا۔

اسکولی نصاب میں ''اخلاقیات''موضوع پر خصوصی مضمون اول سے آٹھویں جماعت تک لازمی طور متعارف کرنے کی ضرورت ہے جس میں رشتوں کی اہمیت، احترام، تقدس پر بات ہو۔ کیوں کہ صرف تعلیم سے ہی کوئی قوم یا معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا جب تلک کہ اُس میں اخلاقی اقدار نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے ہمیں مخصوص دن منانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی کیونکہ کسی دن کو کسی کے نام سے منا لینے سے اُس کے تمام حقوق ادا نہیں ہوجاتے؟ جیسا کہ آج کل فادرس ڈے، مدرس ڈے، چلڈرنس ڈے، ٹیچرس ڈے، مزدور ڈے، وغیرہ صرف ایک دن منائے جاتے ہیں، جبکہ یہ وہ سارے رشتے ہیں جن کی اہمیت ہروقت اپنے کسی نہ کسی حقوق کی متقاضی ہے۔ ہاں اِن خاص دنوں کو منانے کا ایک مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اِن رشتوں کی اہمیت وافادیت کے تئیں اگر کوئی غافل ہے، انفرادی، سماجی یا حکومتی سطح پر کوئی ناانصافی یا لاپرواہی کی جارہی ہے تو اس کو دور کرنے پر آواز بلند ہو اور گذرے سال کی گئی غلطیوں کی تصحیح کر کے آئندہ اِنہیں نہ دہرانے کا عزم کیا جائے۔

☆

موجودہ حالات میں کرنے کے کچھ کام

از۔ مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری، بانی رکن المجمع الاسلامی، مبارک پور اعظم گڑھ

مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کے لیے کچھ اہم اصلاحی پیغامات پیش کیے جاتے ہیں۔ قومِ مسلم سے گزارش ہے کہ غور کریں، ہمت باندھیں اور ان پر عمل کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔

(۱) مسلمان خود نمازوں کی پابندی کریں اور دوسروں کو نمازی بنانے کی طرف بھی توجہ دیں اور یہ کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں کیوں کہ ایمان وعقیدہ درست کر لینے کے بعد نماز سے غفلت بہت بڑا گناہ ہے۔ کارخانے دار حضرات اپنے مزدوروں کو بھی نماز کی تاکید کریں۔ بلکہ نمازی مزدوروں کو ترجیح دیں اور انہیں سہولت فراہم کریں۔ نماز سے اپنا قومی وقار بھی بحال ہوتا ہے اور فریضۂ خداوندی کی ادائیگی بھی۔ نمازی مسلمان کے اخلاق بھی بلند ہوتے ہیں۔

(۲) بہت سے سیٹھ حضرات مزدوروں کی مزدوریاں طے نہیں کرتے اور کام کرانے کے بعد من مانی مزدوری انہیں دے دیتے ہیں جو شرعاً جائز نہیں، پہلے مزدوری طے کر لینا ضروری ہے اور اسی کے مطابق ادائیگی بھی لازم ہے۔ اور حتی الامکان مزدوری وقت پر ادا کریں۔ بہت سے کارخانے دار، پیسے ہوتے ہوئے بھی مزدوری دینے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں جب کہ حدیث میں آیا ہے کہ

" اُعطُوا الاجیرَ اجرہ قبل ان یجفّ عِرقہٗ " (رواہ ابن ماجہ)

پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدور کی مزدوری ادا کر دی جائے۔

(مشکوۃ ص ۲۵۸ باب الاجارہ، مجلس برکات مبارکپور)

یعنی مزدوری دینے میں جلدی کی جائے، اس کے خلاف کرنا مسلمان کا شیوہ ہرگز نہیں، ایسا کرنا ظلم بھی ہے اور ظلم کا انجام براہی ہوتا ہے۔

(۳) شراب اور جوے ناپاک ہیں اور گناہ کے کام ان سے خود بچیں اپنی اولاد کو بچائیں اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی ان سے دور رہنے کی تاکید کریں، نہ ماننے پر ان کا بائیکاٹ کریں اور ان کی تقریبات میں بھی شرکت نہ کریں۔

(۴) ضرورت پڑنے پر ہی ہوٹلوں میں جائیں، ضرورت پوری ہوتے ہی جلد تر واپس آئیں اور پھر دین یا دنیا کے کسی کام میں لگ جائیں، ہوٹلوں یا تفریحی مقامات پر وقت ضائع کرنا زندگی کو برباد کرنا ہے۔ حضور حافظِ ملّت علامہ شاہ حافظ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے:

تضیع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے۔ غیر ضروری کاموں میں وقت ضائع کرنے والا کبھی سچا اور اچھا مسلمان نہیں ہوسکتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْه۔

(ترمذی حدیث-۲۳۱۷، ابن ماجہ حدیث ۳۹۷۶)

(۵) آج ہمارے گھروں کا ماحول خراب ہو چکا ہے۔ نہ مرد عورتوں

کی کوئی نامناسب اور طبیعت کے خلاف بات برداشت کر رہے ہیں اور نہ عورتیں مردوں کی خلافِ مزاج کوئی بات برداشت کرنے کو تیار ہیں۔آج تو عورتیں بھی حاکم بن چکی ہیں، مرد تو حاکم ہے ہی۔حاکم کو بھی چاہیے کہ رعایا کے حقوق کا خیال کرے۔اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے اور رعایا کو بھی چاہیے کہ حاکم کے وقار اور احترام کو پورے طور پر ملحوظِ خاطر رکھے۔رعایا کا حاکم بن جانا یا اپنے کو حاکم تصور کر لینا خود ہی صحیح نہیں۔اس کی حدیث میں برائی بیان کی گئی ہے کہ

لَنْ یُفْلِحَ قَوْمٌ وَ لَّوُا اَمْرَھُمْ اِمْرَاَۃً۔

ترجمہ: وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنی عورتوں کو حاکم بنالیا۔(بخاری:۴۴۲۵)

یہ تو عورتوں کو حاکم بنانے کی ممانعت ہے اور اگر خود ہی عورتیں حاکم بن جائیں تو یہ اور زیادہ قبیح اور برا ہے۔گھریلو جھگڑوں رگڑوں اور طلاق و مقدمے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ زوجین (عورت مرد) نے اپنے اپنے مقام اور مرتبے کو نظرانداز کر دیا ہے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب ہم اپنے چھوٹے سے گھر کی معمولی حکومت نہیں چلا سکتے، آئے دن اس میں رخنے پڑتے رہتے ہیں تو بھلا دوسروں سے ہم اپنے حقوق کا مطالبہ کیسے کر سکتے ہیں۔ہم خود آپس میں انصاف اور رواداری کا سلوک نہیں کرتے تو دوسروں سے اس کی امید کیوں کرتے ہیں، ہم خود ٹھیک ہو جائیں پورا معاشرہ ٹھیک ہو جائے گا۔ان شاءاللہ۔

(۶) حدیث گزر چکی کہ الدِّیْنُ النُّصْحُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ۔ (کنزالعمال)

دین داری یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی خیرخواہی کی فکر اور کوشش کرے۔یعنی ہر مسلمان دوسرے کی اصلاح کا حق رکھتا ہے بلکہ اس کی دین داری اس وقت مکمل ہوگی جب وہ دوسرے کی فکر کرے۔آج کل یہ غیر اسلامی مقولے بڑے عام ہو چکے ہیں:

☆''اے شیخ اپنی دیکھ''

☆''آپ کو میری فکر کیوں پڑی ہے آپ اپنا دیکھیے''۔

☆''آپ کون ہوتے ہیں میری اصلاح کرنے والے''؟

☆''اپنا دامن دیکھیے میری آئے ہیں اصلاح کرنے''، وغیرہ جملے بڑے طمطراق سے بولے جا رہے ہیں۔اور اسے کمال سمجھا جاتا ہے۔

بھائی! کوئی کتنا ہی برا ہو اگر وہ میری بھلائی چاہتا ہے تو یہ ہمارے حق میں بہتر ہی ہے۔اگر کوئی ہماری کوتاہی کو دور کرنا چاہتا ہے تو اس کا احسان مانو، اس کی کوئی کمی کوتاہی مت ڈھونڈو، ہاں بولنا ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے میری اصلاح کی فکر کی، میری آنکھیں کھول دیں اس کا شکریہ۔ان شاءاللہ میں اپنی اصلاح کی فکر اور کوشش کروں گا۔میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اپنی فلاں فلاں غلطیاں درست کر لیں تاکہ آپ بھی گناہوں سے پاک ہو جائیں اور میں بھی۔اصلاح حال کا یہ طریقہ صحیح اور خوب ہے اور خودغرضی کی باتیں اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں۔

(۷) پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہیں اسلام میں۔آج کا مسلمان انہیں بھی پامال کرتا نظر آ رہا ہے۔پڑوسیوں کے حقوق کا یہ حال ہے کہ اگر غیر مسلم پڑوسی ہو تو اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم ہے۔اسلام کے حدود میں رہ کر غیر مسلم پڑوسیوں سے بھی حسن اخلاق کا

برتاؤ کیا جانا چاہیے۔ اس کے بڑے اچھے اثرات اور نتائج ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں۔حسن سلوک کا معاملہ تو ایسا ہے کہ اس سے بڑے متعصب اور متشدد غیر مسلم بھی بسا اوقات متاثر ہو جاتے ہیں اور جو معتدل مزاج ہوتے ہیں ان پر تو اچھے اثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلو بھی آج بڑی توجہ کا طالب ہے۔

(۸) مفلوک الحال بھائیوں کے لیے ایک ''غریب فنڈ'' قائم کریں جس کے ذریعے ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد کی جائے۔ زکوٰۃ کی رقمیں بھی اس فنڈ میں شامل کی جاسکتی ہیں لیکن ان کا استعمال بہت سوچ سمجھ کر کیا جائے۔ علمائے کرام اور مفتیوں سے اس سلسلے میں ضرور رجوع کیا جائے جو طریقہ وہ بتائیں اس پر ہی عمل کیا جائے۔

اس فنڈ سے یہ کام کیے جاسکتے ہیں:

(۱) غریب بیماروں کا علاج کرایا جائے۔

(۲) بے سہارا قیدیوں کی رہائی کا انتظام کیا جائے۔

(۳) غریب طلبہ کی مدد کی جائے چاہے وہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہوں یا دنیاوی لیکن نیک پارسا اور نمازی ہونا ضروری ہے۔

(۴) ضرورت مند بیواؤں اور حاجت مند یتیم بچوں کی کفالت کی جائے۔

(۵) جن غریب علاقوں میں مسجد کی ضرورت ہے وہاں سادی سی مسجد بنوادی جائے یا تعمیر میں حصہ لے لیا جائے، مساجد کو فضول خرچیوں سے بچانا بھی ضروری ہے، زیب و زینت اور میناروں کی ریس (مقابلہ آرائی) کوئی دینی ضرورت نہیں، یہ محض شوق کی چیزیں ہیں، اگر یہ بہ آسانی ہو تو حرج نہیں لیکن ان کاموں کے لیے جان کھپانا اور دردر پھرنا بالکل مناسب نہیں۔

(۹) غیر سودی بینک قائم کیے جائیں، اس سلسلے میں بھی مفتیانِ کرام سے رہنمائی حاصل کرنی ضروری ہے تاکہ حرام کے ارتکاب سے بچا جاسکے۔

(۱۰) حکومت کے قوانین کی حتی الامکان پاسداری کی جائے، بلاوجہ قانون شکنی کر کے اپنے کو مصیبت کے حوالے کرنا عقل مندی نہیں، اس کے لیے سیاسی سوجھ بوجھ کی بھی ضرورت ہے، لیکن پارٹی کی سیاست سے بچنا بھی ضروری ہے، یوں ہی ملکی قوانین کی جانکاری بھی ہمیں ہونی چاہیے۔

(۱۱) ہنگامی صورتِ حال میں ہمیشہ ''جوش پر ہوش کو غالب رکھنا'' ضروری ہے ورنہ اپنے ہی ہاتھوں اپنا نقصان اٹھانا پڑسکتا ہے۔ اس سلسلے میں بے جابہادری کا مظاہرہ بھی کبھی بڑا بھیانک اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

(۱۲) شادی بیاہ میں فضول اور غیر ضروری اخراجات سے بچنا بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ سادگی کے ساتھ شادیوں کی تقریبات انجام دیں اور جنہیں اللہ نے دولت سے نوازا ہے وہ مسلمانوں کے قومی فلاحی معاملات کے لیے فنڈ مضبوط کریں اور مسلمانوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔

(۱۳) غریب اور تنگ دست مسلمانوں کو کاروباری امداد دیں، انہیں تجارت اور امانت داری کا راستہ بتائیں، اور غریب مسلمان بھی محنت سے ہر کام انجام دیں۔

(۱۴) مسلمان تجارت اور کاروبار میں دیانت داری اور سچائی کا بھرپور لحاظ کریں، دھوکا دھڑی، خراب مال اچھا بتا کر فروخت کرنے جیسی بری خصلتوں سے پرہیز کریں، نفع کم لیں، مال زیادہ بیچیں۔

نیز سُستی، فضول خرچی اور تضیعِ اوقات سے پرہیز کریں۔

(۱۵) جن غریبوں کے پاس رہنے کے مکانات نہیں ان کے تعاون کی بھی فکر کرنی چاہیے، بعض غریب افراد کثیر العیال ہو جاتے ہیں، بروقت کھانے، رہنے کا انتظام ہوتا ہے، لیکن مستقبل میں انہیں تنگی کا سامنا ہوتا ہے اور زمین و مکان کے اخراجات اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ کسی غریب کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ایسے ضرورت مند بھائیوں کی طرف بھی توجہ دینی بہت ضروری ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کی جزوی امداد کریں یا اہل ثروت حضرات انہیں مکانات تیار کر کے دیں۔

(۱۶) مسلمان صرف اچھا کھانے اور اچھا پہننے پر توجہ نہ دیں بلکہ اپنی صحت کا بھی خیال رکھیں، حضور حافظِ ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان فرمایا کرتے تھے:

''دینی، دنیاوی ہر طرح کے کام کا مدار صحت پر ہے''۔ بیمار آدمی زندہ رہ کر بھی مردہ معلوم ہوتا ہے اس کے لیے بے تحاشا کھانے سے بچنا اور حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

(۱۷) موبائیل اور ٹی وی میں بے جا اور بے کار مشغولیت سے اپنے قیمتی اوقات کو بچائیں، واضح رہے کہ اس کا غلط استعمال شرعاً بھی ناجائز اور گناہ ہے اور دنیا کے لیے بھی مصیبت اور نقصان دہ۔

چھوٹے بچوں کو ہرگز موبائیل نہ دیں کہ اس کے نقصانات شمار سے باہر ہیں، خاص طور سے تعلیم اور اخلاق کا نقصان تو بالکل واضح ہے۔ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں اپنے بچوں کو موبائیل سے دور رکھتی ہیں۔ ہمیں اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہیے۔

نوٹ: کہنے کے لیے تو باتیں بہت ہیں۔ اتنی ہی گزارشات پر عمل کر لیا جائے تب بھی یہ ہماری ترقی اور کامیابی کے لیے بہت ہے۔

قوم کے نوجوانوں سے خطاب

از۔ مفتی محمد کہف الوریٰ مصباحی، نائب صدر راشٹریہ علما کونسل نیپال برانچ لمبنی پردیش نیپال

غفلتوں کی نیند میں سارا جہاں ہے جاگ جا
تو بھلا کیوں سویا ہے تو تو جواں ہے جاگ جا
قوم اپنی کھو گئی ہے حسن دنیا میں کہیں
کچھ نہاں تجھ پر نہیں سب کچھ عیاں ہے جاگ جا
کانپتے تھے اونچے اونچے کوہ بھی تجھ سے کبھی
بزدلی کو چھوڑ تو شیر جواں ہے جاگ جا
ظلم کا دریا بڑے زوروں پہ ہے بہنے لگا
بالیقیں تو عدل کا بحرِ رواں ہے جاگ جا
قوم مسلم کی کہانی کیا تجھے ازبر نہیں
لکھ نیا قصہ تو ہی میر زماں ہے جاگ جا
انقلابی قوتیں پنہاں ترے بازو میں ہیں
بازوؤں کا زور دکھلانا یہاں ہے جاگ جا
جاگ اے میرے جواں! اب تیرا سونا موت ہے
قوم کو بیدار کرنے کا سماں ہے جاگ جا
زندگی تیری گزرتی جا رہی ہے کھیل میں
کھیلتا رہ جائے گا؟ اب امتحاں ہے جاگ جا
کفر ہے تیار تجھ کو اب مٹانے کے لیے
تو زہے! ایمان کا بہتر نشاں ہے جاگ جا
ازہرؔ خوددار تیرا قافلہ ہے منتظر
چل رہِ عرفاں، زہر خواب گراں ہے جاگ جا

نعلین پاک اور بزرگان دین کے گنبدوں سے آراستہ ٹوپیوں کا استعمال

نعلین پاک، بزرگان دین کے گنبدوں اور کسی اردو عبارت سے آراستہ ٹوپیاں لگا کر سجدہ کرنے، موضع قدم میں ان مقدس چیزوں کے نقشوں کے رکھنے اور بے ادبی والی جگہوں پر انہیں لے جانے پر حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کے اظہار ناپسندیدگی، اظہار ناراضگی اور تنبیہ کو دیکھ کر لکھی گئی ایک اصلاحی تحریر

از۔ مولوی محمد صالح رضوی بریلوی، متعلم جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

نئی تراش وخراش کی ٹوپیوں کے استعمال کا بڑھتا چلن

آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں جو نوجوان اور خاص کر نوخیز طلبہ اپنے سروں پر ٹوپی یا عمامہ سجاتے ہیں وہ اب نئی نئی طرز کی ٹوپیاں اپنے سروں پر پہننے لگے ہیں۔ عماموں پر نعلین پاک نقشہ ماتھے کے بیچ و بیچ موضع سجود میں لگانے لگے ہیں۔ کسی ٹوپی پر گنبد خضریٰ بنا ہوا ہے تو کسی پر گنبد مولیٰ علی، کسی پر گنبد غوث اعظم ہے تو کسی پر گنبد خواجہ غریب نواز، کسی ٹوپی پر گنبد رضا بنا ہوا ہے تو کسی ٹوپی پر گنبد مارہرہ مقدسہ۔ کسی ٹوپی پر نعلین پاک کا نقشہ بنا ہوا ہے تو کسی ٹوپی پر یا علی، یا حسین، یا غوث اور یا اعلیٰ حضرت وغیرہ عبارتیں اور جملے اردو میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔

بے ادبی کے نظارے: یہ ساری چیزیں ٹوپی کے سامنے والے اس مرکزی حصہ پر کشیدہ کی گئی ہوتی ہیں کہ جب نمازی سجدے میں جاتا ہے تو یہ سارے نقشے اور یہ ساری عبارتیں موضع سجود میں زمین پر لگتی ہیں، اگر نمازی پچھلی صف میں ہوتا ہے تو اگلی صف کے نمازی جب سجدے میں ہوتے ہیں تو ان کے پیر ان مقدس نقشوں اور عبارتوں کی طرف ہوتے ہیں بلکہ ان سے مس ہو جاتے ہیں۔ انہی ٹوپیوں کو پہن کر انسان بیت الخلاء میں بھی جاتا ہے اور ان خبیث جگہوں پر بھی جاتا ہے جہاں ان مقدس اور محترم اشیا کا لے جانا بے ادبی مانا جاتا ہے۔ کچھ حضرات اپنی ٹوپیوں کے اوپری حصہ پر نعلین پاک کا نقشہ بنوا لیتے ہیں جو سجدے میں سر رکھتے وقت آگے والے نمازی کے پیروں کی جگہوں میں ہوتا ہے۔

تجارت کے فروغ کا ذریعہ: حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ایسی ٹوپیاں اب مارکیٹ میں دھڑلّے کے ساتھ بیچی اور خریدی جا رہی ہیں بلکہ ان کا چلن اور ان کی خرید و فروخت آئے دن عروج پر پہنچ رہی ہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ ایسی ٹوپیوں کی مانگ روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اب ظاہری بات ہے کہ یہ تاجر حضرات اپنی تجارت کے فروغ کے لیے مارکیٹ میں وہی چیزیں زیادہ اتارتے ہیں کہ جن کی مانگ زیادہ ہو اور جن میں منافع بھی کثیر ہو۔ حالانکہ ایسی ٹوپیوں کا استعمال نہ تو ہمارے بزرگوں نے کبھی کیا اور نہ ہی زمانۂ قدیم میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے۔

یہ کیسی محبت: اگر ان مقدس مقامات سے آپ کو اتنی ہی عقیدت اور محبت ہے تو ٹوپیوں کے اندرونی حصہ میں انہیں بنوایئے، نعلین

پاک کا نقش ٹوپی کے اس اوپری حصہ میں کشیدہ کروایئے کہ جو اندر ہوتا ہے اور آپ کے بالوں سے مس رہتا ہے۔ جس طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید کا واقعہ: روایتوں میں ملتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک شریف اپنی آہنی ٹوپی یعنی ''خود'' کے اندرونی حصہ میں رکھا کرتے تھے اور جب ایک جنگ کے موقع پر دشمنوں کے نرغے میں تھے اسی وقت وہ ٹوپی زمین پر گر جاتی ہے تو انہوں نے دشمنوں کے تیروں، تلواروں اور ہتھیاروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نیز اپنی جان کو سخت خطرے میں ڈالتے ہوئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک رکھی اس ٹوپی کو زمین سے اٹھانے کے لیے وہ گھوڑے سے دیوانہ وار اترے، ٹوپی کو زمین سے اٹھایا اور ادب و احترام کے ساتھ دوبارہ اپنے سر پر اسے سجالیا۔ (مفہوماً)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح موئے مبارک کو اپنی ٹوپی میں سجایا تھا وہ انداز ایک مودب طرز عمل تھا۔ باہری حصہ میں انہوں نے نہیں سجایا تھا بلکہ اسے ٹوپی کے اندرونی حصہ میں رکھا تھا اور اس کے ادب و احترام کا اتنا خیال تھا کہ اپنی جان کو بھی اس کے احترام کی خاطر داؤں پر لگا دیا۔

درس عبرت: تو اگر ہم ان مقدس چیزوں کو اپنے سروں پر تبرکاً سجانے کا شوق رکھتے ہیں تو ان کا ویسا ہی ادب و احترام بجالانے کی بھی پرواہ کرنا چاہیے کہ جس کی نظیر ہمیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ میں ملتی ہے۔ کیا ہمارے بزرگ ان مقامات مقدسہ سے نسبت عقیدت و احترام نہیں رکھتے تھے؟ بلاشبہ ہمارے بزرگوں کے دلوں میں ان سب مقدس اشیاء کے سلسلہ میں ہم سے زیادہ عقیدت بھی تھی، محبت بھی تھی اور احترام بھی تھا۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے تو اس طرح کی ٹوپیوں کا استعمال نہیں کیا پھر ہم کیسے اس طرح کا استعمال روا رکھ سکتے ہیں؟

حضور صاحب سجادہ کا اضطراب: محسن قوم و ملت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کو شاید ان اشیاء کی اسی بے ادبی نے بے چین و مضطرب کیا تھا تب ہی تو انہوں نے کئی مرتبہ رضا مسجد میں اس طرح کی ٹوپیاں پہن کر نماز پڑھنے پر اپنی سخت بے چینی اور اضطراب کا اظہار فرمایا، نرمی سے بھی سمجھایا اور لوگوں کے سامنے اپنا اظہار ناراضگی بھی فرمایا۔ حضور صاحب سجادہ مدظلہ النورانی کے اس طرز عمل سے ہمارا دل بہت متاثر ہوا اور ہم نے چاہا کہ اس سلسلہ میں لوگوں کی اصلاح کے لیے ایک اصلاحی تحریر تیار کر کے عام کی جائے تاکہ لوگ اپنے اس طرز عمل سے باز آئیں، ٹوپیوں کے تاجر اس طرح کی ٹوپیاں مارکیٹ میں نہ بیچیں اور ٹوپیوں کا استعمال کرنے والے اس طرح کی ٹوپیاں نہ خریدیں۔

جائے نماز و مصلیٰ اور مقامات مقدسہ کے نقشے: اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے حضرات جائے نماز جسے مصلیٰ کہا جاتا ہے ایسا خریدتے ہیں کہ جن پر کعبہ شریف، گنبد خضریٰ اور مسجد نبوی کا نقشہ بنا ہوا ہوتا ہے جنہیں وہ زمین پر بچھاتے ہیں اور لوگ ان کے اوپر سے گزرتے ہیں، ان نقشوں پر لوگوں کے قدم پڑتے

ہیں۔ایسے مصلّے اور جائے نماز نہ خریدی جائیں اور نہ ان کا استعمال کیا جائے۔اس سلسلہ میں ہم نے مرکز اہل سنت بریلی شریف کے مفتیان کرام سے فتویٰ بھی حاصل کیا جسے ہم ذیل میں نقل کر رہے ہیں:

مرکز اہل سنت کا فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل جو ٹوپیاں بکتی ہیں جن پر نقش نعلین پاک یا گنبد غوث الوریٰ، گنبد خواجہ، گنبد اعلیٰ حضرت وآیت مبارکہ یا اسمائے مبارکہ لکھے ہوئے ہوتے ہیں اور ان ٹوپیوں کو بیت الخلاء میں لے جانا اور نماز میں وہ ٹوپی پیروں کے نیچے آ جانا، دوسری خبیث جگہوں پر ان کو پہن کر جانے کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی ٹوپی کا پہننا جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی

محمد زعیم رضا

متعلم درجہ تخصص

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

باسمہ تعالیٰ و تقدس والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ المقدس

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین پاک، روضۂ اقدس، کعبہ معظّمہ اور بزرگان دین کے قبات بابرکات (گنبدوں) کے نقشے بنانا بلاشبہ جائز اور مثلِ اصل ان کی تعظیم وتکریم لازم وضرور، ان سے توسل وتبرک ہمارے مشائخ عظام وعلمائے اعلام سے ثابت ومنقول اور بلانکیر مسلمانوں میں رائج ومعمول۔یونہی آیات کریمہ اور اسمائے مبارکہ لکھنا لکھانا، اپنے پاس رکھنا، ان سے تبرک وتوسل بھی ضرور جائز اور ان کی تعظیم بھی لازم وضرور۔تفصیل کے لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی کی تصانیف وفتاویٰ کا مطالعہ کیجئے۔تو اگرچہ ان چیزوں کا ٹوپی پر لکھوانا، ان کے نقشے ٹوپی پر چھپوانا جائز وصحیح لیکن بیت الخلاء وغیرہ میں بلاستر ان نقوش وکتابت پر مشتمل ٹوپیاں لگا کر جانا، ایسی ٹوپیاں لگا کر سجدہ کرنے میں اگلی صفوں کے نمازیوں کے پاؤں ان پر لگنا اور محاذات قدم میں آنا بے ادبی ومحرومی ہے۔لہٰذا مذکورہ احوال ومواضع میں ان اشیائے معظّمہ کے نقش وکتابت پر مشتمل ٹوپیوں کے استعمال کی اجازت نہیں ہو سکتی۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

خدم تدریس وافتا جامعہ رضویہ منظر اسلام

بریلی شریف

۱۰ر شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد سلیم بریلوی

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد ایوب خاں نوری

(مفتیان کرام مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف)

فَفِرّو اِلی الله

(تو اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو)

از۔ حکیم مولانا محمد ریاض الدین فردوسی، بلخیہ دواخانہ عالم گنج پٹنہ

جزى الله الشدائد كل خير وإن كانت تغصصنى بريقى

وما شكرى لها إلا لأنى عرفت بها عدوى من صديقى

ترجمہ: اگرچہ کڑے حالات میرے گلے کی ہڈی بن گئے تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالی انہیں ڈھیروں جزا دے، اس لیے کہ میں انہیں کی بدولت دوست اور دشمن میں فرق کر پایا ہوں۔

اصلاح نفس کے چار اصول ہیں:

1- "مشارطہ" اپنے نفس کیساتھ "شرط" لگانا کہ "گناہ" نہیں کروں گا۔

2-"مراقبہ" اگر موقع ملا یا مجبوری آئی تو بھی "گناہ" تو نہیں کیا۔

3-''محاسبہ'' اپنا حساب کرے کہ کتنے گناہ کیے اور کتنی نیکیاں" کیں۔

4-"مواخذہ" نفس نے دن میں جو "نافرمانیاں" کیں ہیں اس کو ان کی "سزا" دینا اور وہ سزا یہ ہے کہ اس پر "عبادت" کا بوجھ ڈالے۔ (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، احیاء علوم الدین)

اسباق: ہر صبح نفس کے ساتھ شرط لگائے کہ آج دن بھر گناہ نہیں کروں گا۔

دن بھر اپنی نگرانی کرتے رہیں کہ گناہ نہ ہونے پائے، اگر غلطی سے گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ واستغفار شروع کردے، توبہ میں دیر نہ کرے۔ رات کو سونے سے پہلے تنہائی میں دن بھر کا جائزہ لیا جائے کہ کیا غلط ہوا اور کیا اچھا ہوا۔ جو غلط ہوا اس پر شرمندگی کے ساتھ استغفار کرلے اور جو اچھا کیا اس پر خوب اللہ تعالی شکرادا کرے۔

ہر نیک اور اچھے کام کو اللہ کی توفیق اور خوشنودی سمجھے، ہر غلط کام اور گناہ کو اپنے نفس کی شرارت اور اللہ کی ناراضگی اور غضب سمجھے۔

قرآن کریم کی اہم نصیحتیں: اگر کبھی لگے کہ اکیلے رہ گئے ہو تو ایک بار اپنے بابا آدم علیہ السلام کو یاد کرنا جن کو اللہ نے اکیلا پیدا کیا تھا اور پھر ان کو ساتھی عطا کیا، تو تم ناامید نہ ہونا تمہارا بھی کوئی ساتھی ضرور بنے گا۔

اگر کبھی اللہ کے کسی حکم کی سمجھ نہ آ رہی ہو تو اس وقت سیدنا نوح علیہ السلام کو یاد کرنا جنہوں نے بغیر کوئی سوال کئے، کشتی بنائی تھی، سوائے چند ایمان والوں کے علاوہ پوری قوم کے مذاق اڑائے جانے پر بھی اللہ کے حکم کو ماننا تھا تو تم بھی ماننا۔

جب کبھی خون کے رشتے دل دکھائیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کو یاد کر لینا جن کے بھائیوں نے انھیں کنویں میں پھینک دیا تھا۔

جب کبھی لگے کہ تمھارے قریبی خون کے رشتہ دار تمھارا ساتھ نہیں دے رہے تو ایک بار حضرت ابراھیم علیہ السلام کو ضرور یاد کر لینا جن کے سگے چچا نے انکا ساتھ نہیں دیا بلکہ انکو آگ میں پھینکنے

والوں کا ساتھ دیا۔

جب کبھی لگے کہ تمہارا جسم بیماری کی وجہ سے درد میں مبتلا ہے تو ہائے کرنے سے پہلے صرف ایک بار حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کرنا جو تم سے زیادہ بیمار اور آزمائش میں تھے۔

جب کبھی کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو تو شکوہ کرنے سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام کو ضرور یاد کرنا جو مچھلی کے پیٹ میں رہے اور وہ پریشانی ہماری پریشانیوں سے زیادہ بڑی تھی۔

اگر کبھی جھوٹا الزام لگ جائے یا بہتان لگ جائے تو ایک بار ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو ضرور یاد کر لینا تمہیں الزام و بہتان پر صبر آ جائے گا۔

اگر کبھی تمھارے اپنے ہی رشتے دار، اہل خاندان اور دوست تمہارا تمسخر اڑائیں نیز تمہیں ان کی طرف سے سخت انداز میں تکلیفیں پہنچائی جائیں تو نبیوں کے سردار ہم سب کے آقا، خاتم النبیین، نبی مختار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو یاد کر لینا۔

تمام نبیوں کو اللہ نے آزمائش میں ڈالا کہ ہم ان کی زندگیوں سے صبر و استقامت، ہمت و تقویٰ اور ڈٹے رہنے کا سبق حاصل کریں۔ اس لیے اپنے نبیوں اور اپنے رسولوں کی زندگیوں کو ہم اور آپ اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔

''تم میرے بندوں کو بتا دو کہ بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں، اور یقیناً میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے۔

(ترجمہ سورہ الحجر۔آیت۔49۔50)

اس آیت پاک کے متعلق اہم نِکات امام فخر الدین رازی رَحْمَةُاللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے تفسیر کبیر میں بیان فرمائے ہیں، اسی مقام پر'' آپ فرماتے ہیں کہ ''عِبَادِیْ'' کا معنی ہے کہ ہر اس شخص کو خبر دے دیں، جو میرا بندہ ہونے کا اعتراف کرتا ہے۔'' اس میں جس طرح اطاعت گزار مومن داخل ہے اسی طرح گنہگار مومن اور مسلمان بھی اس میں داخل ہے اور یہ سب باتیں اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت (اس کے غضب پر) غالب ہے۔

(تفسیر کبیر، الحجر، تحت الآیۃ: 49، 7/149)

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو گناہ کرنے سے ڈرایا گیا اور جو گناہ ہو چکے ان سے توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''اے نبی ﷺ! آپ میرے بندوں کو بتا دیں کہ جب وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں تو میں ہی ان کے گناہوں پر پردہ ڈال کر ان گناہوں کے سبب ہونے والی رسوائی اور عذاب سے انہیں بچاتا ہوں اور گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد انہیں عذاب نہ دے کر ان پر رحم فرماتا ہوں اور میرے بندوں کو یہ بھی بتا دیں کہ میرا عذاب ان کے لئے ہے جو اپنے گناہوں پر قائم رہیں اور ان سے توبہ نہ کریں۔ میرا عذاب اتنا دردناک ہے کہ اس جیسا دردناک کوئی عذاب ہو ہی نہیں سکتا۔

(تفسیر طبری، الحجر، تحت الآیة: 49-50، 7/521-522)

بندوں کو امید اور خوف کے درمیان رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت دیکھ کر گناہوں پر بے باک نہ ہوں نہ اللہ

تعالیٰ کے عذاب کی شدت دیکھ کر اس کی رحمت سے مایوس ہوں۔

اسی سے متعلق صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس روز اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا فرمایا تو اس کے سو حصے کئے اور 99 حصے اپنے پاس رکھ کر ایک حصہ مخلوق کے لئے بھیج دیا۔ اگر کافر بھی یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مومن یہ جان جائے کہ اس کے پاس کتنا عذاب ہے تو جہنم سے وہ بھی بے خوف نہ ہو۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف، 4/ 239، الحدیث:6469)

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر مومن جان لیتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنا عذاب ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کی امید نہ رکھتا اور اگر کافر جان لیتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی رحمت ہے تو اس کی جنت سے کوئی نا امید نہ ہوتا۔

(مسلم، کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة اللّٰه تعالى وانّها سبقت غضبه، ص۔1472، الحديث:23(2755)

ان دونوں حدیثوں میں جو یہ آیا ہے کہ کافر بھی جنت میں جانے سے نہ امید ہوتا تو اس کا مطلب اتنا ہے کہ اللہ کی رحمت کو دیکھ کر وہ بھی یہ دل میں سوچتا کہ مجھے بھی اس کی رحمت سے جنت میں داخلہ مل جائے گا حالانکہ جنت میں جانے کے لیے ایمان کا ہونا بنیادی شرط ہے بے ایمان شخص ہرگز ہرگز جنت میں نہیں جا سکتا تو یہ اس کا محض خیال ہوگا یا یہ کہ وہ اللہ کی رحمت کو دیکھ کر ایسا متاثر ہوگا کہ اسے موت سے پہلے پہلے ایمان کی توفیق حاصل ہو جائے گی اور وہ ایمان لے آئے گا یعنی اللہ کی رحمت اگر وہ دیکھ لے اور احساس کر لے تو وہ ہرگز کفر پر باقی نہ رہے گا بلکہ ایمان قبول کر کے مومن بن جائے گا اور اس طرح اسے بھی جنت حاصل ہو جائے گی۔

آخر میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا اور وہ اپنی ذات کے متعلق لکھتا ہے جو اُس کے پاس عرش پر رکھی ہوئی ہے کہ میرے غضب پر میری رحمت غالب ہے۔

(أخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: التوحید، باب قول الله تعالى: ويحذّركم الله نفسه، 6/ 2694، الرقم: 6969، ومسلم فی الصحیح، کتاب:التوبة–، باب: فی سعة– رحمة– الله تعالى وأنّها سبقت غضبه، 4/ 2107، الرقم: 2751،)

حاصل یہ ہے کہ انسان اللہ سے ڈرے، اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو، اپنے گناہوں سے توبہ کرتا رہے، یادِ الٰہی میں زندگی بسر کرے اور اللہ سے سچی لو لگائے یہی آیت کریمہ ''ففروا الی الله'' کا مطلب ہے۔ تو اللہ کی رحمت ہمہ وقت اپنے بندوں کو اپنی طرف بلاتی ہے ہمیں اس کی پکار اور دعوت کو سن کر اس کی بارگاہ اقدس میں جانا چاہیے اور اپنی عبودیت کا ثبوت دینا چاہیئے۔

ہماری ڈاک

(ادارہ)

ریحان گلشن رضویت، شان خانوادۂ اعلیٰ حضرت ،حضور الحاج الشاہ علامہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں قبلہ مدظلہ العالی بریلی شریف۔

سلام ورحمت

آپ کا سایۂ کرم ہم غلامان خانوادۂ اعلیٰ حضرت پر قائم و دائم رہے،عزیز گرامی قدر،نقیب اہل سنت مولانا پھول محمد نعمت رضوی طول عمرہ والدرجات کی معرفت رسالہ کے لیے زررفاقت رجسٹری ڈاک سے تین سال ۲۰۲۲ء ۲۰۲۴ء تک کے لیے مبلغ ۱۶۵۰/روپے ارسال کردیئے گئے ہیں۔

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی انفرادیت اس کے معیاری مضامین کے ساتھ محسن قوم وملت ادیب شہیر، مدیراعزازی حضرت علامہ مفتی محمد سلیم بریلوی مدظلہ العالی کی حالات حاضرہ پر بیباک ادارتی تحریر بھی ہے۔ مارچ ۲۰۲۲ء کے شمارہ میں ''مسلمانان ہند آرایس ایس کے جال میں'' حضرت علامہ کا مفکرانہ تحقیقی مقالہ جس میں آرایس ایس کی تاریخی آئینے میں اس کی سازشوں اور منصوبوں سے آگاہ کرنے کی کوششیں کی گئیں ہیں۔ دورۂ نیپال کی رپوٹنگ آپ نے جس طریقے سے قلم بندکی ہے۔ قابل توصیف وتحسین ہے۔ دورے کا جو پس منظر آپ نے بیان کیا ہے۔ پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ سارے مناظر اپنی آنکھوں سے قارئین خود دیکھ رہے ہوں۔ رب کریم جل جلالہ،علامہ موصوف کو تندرستی کے ساتھ سلامت رکھے آمین۔

''اکابر مشائخ مارہرہ مقدسہ کے بریلوی خلفا'' ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی کی تاریخ پارینہ کی بھولی بسری یادوں کو پھر سے زندہ کرنے کی قابل تحسین اور لائق تقلید کوشش ہے۔ مولانا طارق انور مصباحی مدیر ماہنامہ پیغام شریعت دہلی کا مضمون ''آزاد بھارت کی سیاسی تاریخ'' ان کی فکری بصیرت اور گہرے مطالعہ کی غماز ہے۔ جو واقعی علم میں ح اضافہ کرنے کی سبیل ہے۔ یہ مقالہ قسط وار ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔

''ارمغان نعمت'' عزیز گرامی قدر حضرت مولانا پھول محمد نعمت رضوی صاحب کا نعت و مناقب پر مشتمل ضخیم مجموعہ کلام ہے۔ اس مجموعہ کے تعلق سے حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کا مفکرانہ تبصرہ کتاب کی افادیت اور مولانا نعمت رضوی کی شعری وفکری بصیرت اور ان کے حسن تفکرات کی وسعت وصلاحیت کو بیاں کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ شکیل اثر نورانی بریلوی کی گیت نما نظم بڑی پیاری ہے جو پڑھنے اور سننے میں بھی اثر انگیز ہے۔ چند کلام کے ساتھ پھر حاضر ہوں۔ اپنی پسند اور سہولیت کے حساب سے شامل اشاعت کریں۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کو رب قدیر مزید بلندیاں بخشے اور اس کے منتظمین کو سلامت رکھے۔ منظر اسلام یہ صرف ایک ادارہ نہیں ایک مشن ہے۔ ایک مبارک تحریک ہے جو ہمیشہ آگے ہی بڑھتا رہتا ہے۔ جو متحرک اور فعال رہتا ہے۔ یہ نہ رکتا ہے اور نہ تھکتا ہے۔

ڈاکٹر وصی مکرانی واجدی، ملنگوا نیپال

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکارِ اعلیٰ حضرت نے ایک آل رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں شہرستانِ عشق ومحبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر وترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم وحکمت کی لازوال تروتازگی وشادابی میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند کا علمی وروحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اور تابانیاں سرکار مفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثار وقربانی اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اور مرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کا ایک روشن ومنور نمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہ راہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ کی پرعزم، مستحکم اور مخلصانہ قیادت ونظامت کی درخشاں ودیدہ زیب تصویر ہے۔

وہ منظر اسلام جو ماضی قریب کے اکثر اکابر اہل سنت کا قبلۂ علوم وحکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم وملت کو ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' اور '' تحریک تحفظ عظمت اولیا '' کے بے شمار جانباز سپاہی عطا فرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی وعصری علوم وفنون کے ساتھ اسلامی افکار ونظریات کی ترسیل وتبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج وارتقا کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب ومسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کار ہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیابار کرنوں کی روشنی میں اپنے روشن ومنور مستقبل کے خطوط متعین کرکے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں! یہی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثار وتعاون کو آواز دے رہا ہے۔ آئیے! اور اس کے عروج وارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجئے تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی وروحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا

سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

United
PRINTERS BAREILLY
(M) 9319623803, 9548639384

Monthly "Aala Hazrat" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003-(U.P.)
Ph.: 2555624, 2575683-(Office)
Fax : 2574627 (0091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P BR-175/2021-23
PUBLISHING DATE : 14th
POSTING DATE : 18th] EVRY ADVANCE MONTH
PAGES : 60 PAGE WITH COVER WEIGHT : 76 GRM

₹ 35/-
Editor : Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Mian)
May 2022

دعوت خیر

طالبان علوم نبویہ کے قیام وطعام، منظر اسلام کے تمام شعبوں کے عروج وارتقا، دارالافتا کے عمدہ واحسن انتظام، لائبریریوں کی آرائش وزیبائش، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مسلسل اشاعت، رضا مسجد کی زیب وزینت، خانقاہ رضویہ کی تب وتاب اورعرس رضوی کے وسیع انتظامات میں دل کھول کر حصہ لیں ۔

Printed Published & Owned by Mohammad Subhan Raza Khan "Subhani Mian" Printed at Raza Barqi Press, Moh. Saudagran Bareilly & Published at Office of Monthly Aala Hazrat 84, Saudagran Street Bareilly (U.P.)